قادیان دارالامان سے ہر مہینہ کی پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح

مصباح

احمدی خواتین کا [illegible]

جلد ۱۳

نمبر ۱۱

ایڈیٹر

محمد یعقوب مولوی فاضل

چندہ سالانہ دو روپے

جولائی ۱۹۳۹ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیا جہاں ہے نئے صبح و شام پیدا کر

شہیدِ راہ وفا ہو کے نام پیدا کر
گذر جہاں سے بقائے دوام پیدا کر

فرشتے رشک کریں تیری بے نیازی پر
خودی کی راہ میں ایسا مقام پیدا کر

فسانہ لیلیٰ و مجنوں کا کیا سُناتا ہے
جہانِ عشق میں تُو بھی تو نام پیدا کر

بھروسہ رکھتا ہے تُو غیر پر معاذ اللہ
اُٹھ آپ اپنے نئے صبح و شام پیدا کر

نصیب ہوں تجھے دیرینہ عظمتیں یکسر
تُو اپنی بزم میں پھر وہ نظام پیدا کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جمودِ غفلتِ خاطر کی توڑ زنجیریں،
نیا جہاں ہے نئے صبح و شام پیدا کر

کہیں سے ڈھونڈ کے لا ہمتِ دلِ فرہاد
نگار خانۂ عالم میں نام پیدا کر

خودی سے دردِ محبّت کو اور کر محکم!
جہانِ عشق میں اُونچا مقام پیدا کر

مٹا دے ظلمتِ تہذیبِ عہدِ حاضر کو
سوادِ شام سے ماہِ تمام پیدا کر

(ماخوذ)

حیا

تجھ سے زینت "ایشیا" کے کل حرم خانوں کی ہے
تجھ سے رونق جھونپڑوں کی اور ایوانوں کی ہے

تُو نے ہر خاتونِ مشرق کا بڑھایا ہے وقار
تیرے دم سے "صنفِ نازک" اور اس کا اعتبار

تُو "حریمِ ناز" میں رہ کر سبق دیتی رہی
کشتئ ملّت کو اپنے ہاتھ سے کھیتی رہی

قوم کی بُنیاد کو "تُو نے ہی" مستحکم کیا
تُو نے "بیباکی" کی طوفان خیزیوں کو کم کیا

تُو نے خاتونوں کی وقعت میں لگائے چار چاند
تیری نُورانی ضیاؤں نے کیا تاروں کو ماند

"تُو" امیروں کے لئے بنتی ہے انکے سر کا تاج
اور پھر بے مائگی میں رکھ لیا کرتی ہے لاج

"تُو نے" آخر وقت تک رکھا سہاگن کا سہاگ
تیری، ہاں تیری بدولت پھر گئے بیوہ کے بھاگ

"تُو" سہیلی کی تمنّا تُو سہیلی کی حیات
آ، کہ تیرے نذر کر دُوں اپنے دل کی کائنات

(ماخوذ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

جماعت احمدیہ کی خواتین سے ایک ضروری سوال؟

کیا آپ موصیہ ہیں؟ اگر نہیں تو کب وصیت کریں گی؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نظارت بہشتی مقبرہ نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ مصباح میں ایک مضمون وصیت کی اہمیت کے متعلق شائع ہونا چاہیئے۔ تاکہ جماعت احمدیہ کی خواتین اس طرف توجہ کریں۔ اور جن بہنوں نے ابھی تک وصیت نہیں کی۔ وہ وصیت کر کے اپنے ایمان اور اخلاص کا ثبوت بہم پہنچائیں۔ چنانچہ میں نے محترمہ محمودہ ثروت صاحبہ اسسٹنٹ سکرٹری اشاعت مصباح سوسائٹی کو یہ مضمون لکھنے کیلئے کہا۔ جو شکریہ کے ساتھ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

میرے نزدیک جس طرح مجلس خدام الاحمدیہ نے ایک عشرہ وصیت منایا تھا۔ اسی طرح اشاعت مصباح سوسائٹی کی ممبرات کو بھی بعض خاص ایام مقرر کر کے قادیان میں خواتین کو وصیت کی پُر زور تحریک کرنی چاہیئے۔ یہ امر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وصیت ہر وہ لڑکی کر سکتی ہے جس کی عمر اٹھارہ سال کی ہو۔ اور جس کے پاس کم از کم ایک سو روپیہ کی جائیداد بصورت زیور یا مکان یا زمین ہو۔ یا اتنے ہی روپے اس کے پاس نقد جمع ہوں۔ اگر شادی شدہ ہو تو مہر بھی جائیداد میں شمار ہوگا۔ اور اگر کسی کے پاس جائیداد کوئی نہیں مگر اس کی آمد کا کوئی نہ کوئی ذریعہ ہے۔ مثلاً اُسے دو یا تین یا پانچ روپے بطور جیب خرچ ملتے ہیں تو وہ محض آمد سے بھی وصیت کر سکتی ہے۔ اور اگر کسی کی جائیداد اور آمد دونوں ہوں۔ تو اُسے دونوں کی وصیت کرنی چاہیئے۔ لیکن اگر دونوں باتیں اکٹھی نہ ہوں۔ تو جسے ماہوار جیب خرچ کی صورت میں یا کسی اور طرح کوئی آمد ہو۔ اُسے اپنی ماہوار آمد پر۔ اور جس کی آمد تو نہیں مگر وہ کم از کم سو روپے کی مالیت کے زیور رکھتی ہے یا کوئی اور جائیداد ہے تو وہ اُس جائیداد پر وصیت کر سکتی ہے۔ اس تشریح کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ بہت سی بہنیں غلطی سے یہ سمجھتی ہیں کہ شاید وصیت کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ حالانکہ یہ بالکل آسان بات ہے۔ محض عدم توجہ کا نتیجہ ہے کہ جماعت کی خواتین وصیت کی طرف توجہ نہیں کرتیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ مجلس ناصرات الاحمدیہ اور اشاعتِ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصباح سوسائٹی کی ممبرات خود بھی وصیت کرینگی اور دُوسروں کو بھی وصیّت کرنے کی تحریک کرینگی۔ وصیّت پر جو ابتدائی خرچ ہوتا ہے وہ بہت معمولی ہے۔ یعنی اڑھائی روپے وصیت اخبارات سلسلہ میں شائع کرانے کی اُجرت نظارت بہشتی مقبرہ کو ادا کرنی پڑتی ہے۔ اور کچھ چندہ شرط اوّل جو ہر موصیہ کی توفیق پر منحصر ہے۔ چاہے کوئی ۸ روپے چاہے روپیہ چاہے دس روپے۔ اس طرح ہر وصیّت کرنیوالی کو شروع میں تین چار روپے کا خرچ برداشت کرنا پڑے گا۔ اس کے بعد اس کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ اگر اُس نے ماہوار آمد پر وصیّت کی ہے تو ہر ماہ اپنی آمد کا مقررہ حصّہ دفتر کو ادا کرتی رہے۔ اور اگر جائیداد پر وصیّت کی ہے۔ تو اپنی زندگی میں حصّہ جائیداد ادا کرنے کی کوشش کرے۔ بہرحال یہ ایک نہایت آسان راہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے موجودہ زمانہ میں واذا الجنۃ ازلفت، کی پیشگوئی کو ثابت کرنے کے لئے ایک رنگ میں بہشتی مقبرہ کی صورت میں کھول رکھا ہے۔ مَیں اُمید کرتا ہوں کہ سوسائٹی کی وہ تمام ممبرات جو اٹھارہ سال کی عمر تک پہنچ چکی ہیں۔ اور جن کے پاس کم از کم سو روپیہ کی جائیداد بصورت زیور یا مکان یا زمین ہے یا نقد ان کے پاس اتنا روپیہ موجود ہے۔ اسی طرح وہ لڑکیاں جنکی گو جائیداد تو کوئی نہیں۔ مگر ماہوار جیب خرچ انہیں اپنے والد یا کسی سرپرست سے ملتا ہے چاہے وہ کس قدر ہی قلیل کیوں نہ ہو۔ اس تحریک کے ماتحت وصیت کر دیں گی۔ اور اپنے گھروں میں بھی اپنی ماؤں، بہنوں کو تحریک کریں گی۔ کہ وہ وصیت کر کے دُنیا میں بہشتی زندگی حاصل کرلیں۔ اس غرض کے لئے ضروری ہے کہ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ "الوصیت" کا مطالعہ کرلیا جائے۔ اور جب وصیت کرنے کا ارادہ ہو۔ تو دفتر بہشتی مقبرہ سے مقررہ فارم منگوا لئے جائیں۔ اور انہیں پُر کر کے بھجوا دیا جائے۔ وصیت ۱/۱۰ حصہ سے لیکر ۱/۳ حصّہ تک اپنے اخلاص اور ایمان کے مطابق کیجا سکتی ہے ؎

اس مختصر سے نوٹ کے بعد اب وہ مضمون درج کیا جاتا ہے جو نظارت بہشتی مقبرہ کے ارشاد کی تعمیل میں اسسٹنٹ سکرٹری صاحبہ نے لکھا۔ (ایڈیٹر)

اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سُنّت چلی آئی ہے کہ وہ اپنے خاص بندوں کے ایمان کو پرکھنے کیلئے ان کو مختلف آزمائشوں میں سے گذارتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانۂ مبارک میں صحابہ کرام اور صحابیات نے اللہ تعالےٰ کے راستہ میں بینظیر قربانیاں کیں۔ اور ایسے کار ہائے نمایاں سرانجام دئے۔ جن کی مثال تاریخ میں ملنی نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس وقت کئی قسم کے امتحان رکھے ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک یہ بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اسوقت تک کوئی شخص مشورہ نہ لے جبتک آپ کی خدمت میں نذرانہ پیش نہ کرے۔ ظاہر ہے کہ اس میں منافقوں کے لئے ابتلاء تھا۔ اور ایسا ہونا ضروری تھا تاکہ مومن و منافق میں امتیاز ہو جائے۔

زمانۂ حال میں جب دُنیا معاصی سے تاریک ہو چکی تھی۔ کوئی ملک نہیں تھا جس میں دہریت کا دور دورہ نہ ہو۔ اور کوئی قوم نہ تھی۔ جس میں مادہ پرستی گھر نہ کر چکی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدیم سنت کے ماتحت اپنا ایک فرستادہ بھیجا۔ لوگ آپؑ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ اور چاہا کہ اس رُوحانی چاند کی ضوفشانی سے دُنیا استفادہ حاصل نہ کر سکے۔ مگر خُدا نے اس کے نور کو مبرہن کیا۔ اور دُنیا کے کونے کونے میں احمدیت کے نام لیوا نظر آنے لگے۔

اب ممکن نہ تھا کہ اس نبی کے پیروؤں کے ایمانوں کو پرکھا نہ جاتا۔ اور ان کو آزمائش کے سمندر میں سے نہ گذارا جاتا۔ اور جانی اور مالی قربانیوں کا ان سے مطالبہ نہ کیا جاتا چنانچہ ان سے بھی وہی سلوک ہؤا۔ اور کئی قسم کے امتحان اُن کے سامنے رکھے گئے۔ جن میں سے ایک امتحان وصیّت کرنا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس امتحان کے متعلق فرماتے ہیں:-

"ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ اسوقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دُنیا پر مقدم کیا ہے دُوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائینگے۔ اور ثابت ہو جائیگا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے سچّا کر کے دِکھلا دیا ہے۔ اور اپنا صدق ظاہر کر دیا ہے۔ بیشک یہ انتظام منافقوں پر گراں گزریگا اور اس سے انکی پردہ دری ہوگی۔ اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہو سکیں گے۔"

(رسالہ الوصیّت)

دُنیا چندروزہ ہے۔ ہم فانی اور ہماری زندگی فانی۔ دولت وحشمت پر غرور کرنا بے سُود۔ اور اسپر اترانا بیکار۔ حقیقی زندگی تو موت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ پس ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم اپنی آخرت کو سنواریں۔ بہشتی مقبرہ کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں۔ نہ صرف خُدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ۔ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔"

(رسالہ الوصیّت)

بس ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم اس رحمت سے حصۂ وافر لیں۔ بعض بہنیں آج کل کر کے وقت ضائع کر دیتی ہیں۔ ابھی تو جائیداد کا حساب کرنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ فارم منگوانا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے اور ابد تک ان پر رحمتیں ہوں گی“ (رسالہ الوصیت)

مال و متاع کو جمع رکھنے کا کیا فائدہ؟ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”وہ شخص جو خدا کی راہ میں اپنے مال کو خرچ نہیں کرتا۔ وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہیگا۔ کہ کاش میں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دے دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔ یاد رکھو۔ کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سود ہوگا“

پھر ساکنین بہشتی مقبرہ کے لئے دُعاء کرتے ہوئے حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

”اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور و رحیم! تُو صرف اُن لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں۔ اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے . . . . . تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں۔ جن سے تُو راضی ہے۔ اور جن کو تُو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے“ (رسالہ الوصیت ص۲۱)

پس ہمیں چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی رضاء کو حاصل کرنے کے لئے اس کی راہ میں اپنے مالوں کی کوئی پرواہ نہ کریں۔ اور ہمیں چاہیئے کہ ہم دین کو دُنیا پر مقدم رکھنے کا عملی نمونہ پیش کریں۔ زبانی دعوے کرنے سے کیا فائدہ؟ اگر ہم غور کریں۔ تو مالی مطالبہ کوئی چیز ہی نہیں۔ صحابہ کرام سے جانوں کا مطالبہ کیا گیا۔ اور انہوں نے امنّا و صدقنا کہتے ہوئے اپنے سر راہِ خدا میں کٹوا دیئے۔

اللہ تعالےٰ سے دُعاء ہے کہ وہ ہم سب کو وصیت کرنے اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔ اور ان شرائط پر چلنے کی ہمت دے۔ جن کو پُورا کر کے ہم اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کر سکتی ہیں ؛ (محمودہ ثروت)

نصیحت آموز فقرات

قیمتی نصائح

۱۔ معزز تم میں سے وہ ہے جو خدا کے نزدیک زیادہ پرہیزگار ہے ؛

۲۔ کسی پر عیب مت لگاؤ اور نہ بُرے القاب سے کسی کو یاد کرو ؛

۳۔ تکبّر انسان کو ہلاکت کے گڑھے میں گرا دیتا ہے ؛

۴۔ جھوٹ ایک بُت ہے جس پر بھروسہ کرنے والا خُدا تعالیٰ کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے ؛

۵۔ اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبّر، ریاء، خود پسندی یا کسل ہے۔ تو تم خدا کی جناب میں قبول ہونے کے لائق نہیں ؛

۶۔ وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ تفرقہ ڈالتا ہے ؛ ۷۔ تم باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کیطرح تذلل کرو۔ تا تم بخشے جاؤ ؛

(صالحہ نثار خاتون از دار الرحمت)

قربانیوں کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کمزور طبع لوگ چاہتے ہیں کہ تکلیفوں اور مشقتوں اور قربانیوں کے بغیر ہی ان کو کامیابی حاصل ہو جائے۔ لیکن جہاں اس قسم کی خواہش کسالت، بزدلی اور کم ہمتی کی علامت ہوتی ہے۔ وہاں خدا تعالیٰ کی سُنّتِ مستمرہ کے بھی خلاف ہے۔ جب دنیا کے معمولی سے معمولی کام میں بھی بغیر محنت و مشقت اُٹھائے کامیابی نہیں ہو سکتی۔ تو کس طرح ممکن ہے کہ انبیاء علیہم السّلام کی جماعتیں جو دراصل دُنیا میں رُوحانی انقلاب پیدا کرنے کے لئے آتی ہیں بغیر ایک وقت تک صبر آزما تکالیف اور انتہائی ناسازگار حالات میں سے گزرنے کے کامیاب ہو جائیں۔ یہ دورِ مصائب اس قدر شدید مہیب اور شکیب آزما ہوتا ہے۔ کہ حقیقی مخلصین ہی اسمیں ثابت قدم رہ سکتے ہیں۔ بیشک شدت مصائب اُن کے مُونہوں سے بھی یہ آواز نکلوا دیتی ہے کہ متیٰ نصر اللہ لیکن خدائے تعالیٰ اور اس کے وعدوں پر کامل یقین انہیں قطعاً مایوسی کا شکار نہیں ہونے دیتا۔ بلکہ اس قسم کے حالات ان کے حوصلوں اور اُن کے یقین کو اور زیادہ بڑھا دیتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ دور ہوتا ہے۔ جبکہ آئندہ ترقی و اقبال کی بنیادیں استوار کی جاتی ہیں۔ گو دُنیا کی نظروں میں یہ دَور بے سروسامانی، ناتوانی اور درماندگی کا دَور ہوتا ہے۔ لیکن باطنی نگاہ رکھنے والے دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ حقیقی کامرانی کا زمانہ یہی ہے۔ کیونکہ یہ وہ زمانہ ہوتا ہے۔ جبکہ دلوں کی آبادیوں اور روح کی اقلیموں کو زیر نگیں کیا جاتا ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ دلوں اور رُوحوں کی تسخیر میدانِ جنگ میں جسموں پر فتح پانے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ اِسلام کا پہلا دَور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے شروع ہو کر ہجرت پر ختم ہوا وہ دراصل اس کامیابی کی تخم ریزی اور آبیاری کا زمانہ تھا۔ جس کے ثمرات آئندہ دَور میں ظاہر ہوئے۔ اس زمانہ کی بے سروسامانیوں میں امارت اور درماندگیوں میں توانائی مضمر تھی۔ وہ مسلمانوں کی ذاتی استعدادوں کو بڑھانے اور ان کو پختہ بنانیکا زمانہ تھا۔ اور گو بظاہر مصیبتوں، قربانیوں۔ بیچارگیوں اور کلفتوں کا دَور تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اسی میں اسلامی فتوحات کے خاکے تیار ہوئے۔ یہی کامرانیوں اور فتحمندیوں کا مبداء تھا۔ اُسی وقت کی ذہنی ترقی اخلاقی تربیت اور تزکیۂ نفوس نے ہی مُسلمانوں کو عزائم کی وسعت دی۔ اور پھر اُن کو عملی رنگ دیا۔ ممکن ہے دنیا کی نظریں اسکو نہ دیکھتی ہوں لیکن نظر بصیرت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اِسلام کا دَورِ اقبال فی الحقیقت فتح مکّہ سے شروع نہیں ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ اس کی ابتداء اسی وقت سے ہو چکی تھی جبکہ خدا کا وہ محبوب جس کی شان کا نہ کوئی پہلے ہؤا اور نہ بعد میں ہو سکتا ہے۔ جس کا ثانی پیدا کرنے سے مادر گیتی ہمیشہ کے لئے قاصر رہیگی۔ خویش و اقارب کی چیرہ دستیوں اور مظالم سے تنگ آکر انتہائی بے سرو سامانی کی حالت میں انتہائی بیچارگی اور مظلومیت کے عالم میں صرف ایک رفیق و مونس کے ہمراہ اپنے اس وطن کو چھوڑنے کیلئے مجبور ہو رہا تھا۔ جس میں اُس نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ بسر کیا۔ اور جس کا ذرہ ذرہ اس کے حُسنِ اخلاق دیانت اور راستبازی پر شاہد ناطق تھا۔ کوتاہ اندیش انسان چونکہ مغز کی بجائے قشر پر نظر رکھتے ہیں۔ عمارتوں کی خوشنما بلندیوں پر نظر ڈالتے ہیں۔ مگر ان کی بنیادوں کیطرف نگاہ نہیں کرتے۔ اس لئے قربانیوں اور تکالیف سے جلدی گھبرا جاتے ہیں۔ اور تھوڑی ہی منزل طے کرنے کے بعد تکان محسوس کرنے لگ جاتے ہیں۔ ہماری جماعت جسے خدا تعالیٰ نے صحابہؓ کا مثیل قرار دیا ہے۔ اسے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئیے کہ قربانیوں اور ابتلاؤں کا دور فی الحقیقت فتح و کامرانی کا ضامن ہوتا ہے۔ اور یہی وہ بھٹی ہے۔ جس میں نفس کی تمام آلائشیں جل کر راکھ ہو جاتی ہیں۔ اور وہ قوت و استقلال پیدا ہوتا ہے۔ جو دوسرے دور کا بنیادی پتھر قرار پاتا ہے۔ پس جب تک ہماری جماعت اپنے آپکو اس بھٹی میں ڈالنے کے لئے تیار نہیں ہوگی۔ اور قربانیوں اور ابتلاؤں کے دور میں سے نہیں گذرے گی۔ دوسرے دور کو قریب لانے میں کامیاب نہیں ہوگی۔ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ان تمام امتحانوں میں پورے اتریں۔ جو ہمیں پیش آئیں اور اس کی رضاء کو ہم ہر بات پر مقدم رکھیں +

(اقبال خانم قلعہ صوبا سنگھ)

مفید باتیں

کپڑوں کے داغ دور کرنا

(۱) ہینگ اور صابن کی آمیزش کے ساتھ کپڑے دھونے سے ہر قسم کے داغ دور ہو سکتے ہیں +

(۲) کیسر کا داغ پڑ جائے تو گرم پانی لے کر چونے اور صابن سے دھو ڈالو۔ اگر صرف گندھک کا دھوآں دے دو۔ تو بھی جاتا رہیگا +

(۳) اگر کپڑے پر موم کا داغ پڑ جائے۔ تو پہلے اسپر گھی لگا کر باقلا کے گرم پانی سے دھو ڈالو۔ پھر صاف پانی اور صابن سے دھولو۔ داغ اُتر جائے گا +

(۴) کپڑے یا کاغذ پر تیل گر جائے۔ تو جلی ہوئی ہڈی پیس کر چھڑک دیں +

(۵) رنگین کپڑے کا رنگ دھونے کے باعث ہلکا ہو گیا ہو۔ تو اسکو آخری بار کھنگالتے وقت پانی میں قدرے پھٹکری ملا لینی چاہئیے +

(۶) فلالین، اور اُونی کپڑوں کو دھوتے وقت کھنگالنے کے بعد پانی میں امونیا کے چند قطرے ملا لئے جائیں۔ تو کپڑے نرم رہتے ہیں + (امۃ الحفیظ ساجدہ دینیات درجہ ثالثہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معارف القرآن

یعنی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

کے

فرمودہ درس قرآن شریف سے نوٹ

(مرتبہ لجنہ اماء اللہ قادیان)

سورۃ الغاشیۃ پارہ ۳۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ میں اللہ کا نام لے کر شروع کرتا ہوں جو بے انتہا کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ہَلۡ اَتٰىکَ حَدِیۡثُ الۡغَاشِیَۃِ ۝ کیا تیرے پاس غاشیہ کی خبر آئی ہے۔ غاشیہ جو ڈھانپ لیتی ہے۔ محاورہ میں قحط کو کہتے ہیں۔ چونکہ قحط سے پہلے ملک میں غبار چھایا کرتے ہیں دوسرے قحط زدہ لوگوں کی نظریں کمزور ہو جاتی ہیں۔ یعنی آنکھوں پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے اسے غاشیہ کہتے ہیں۔ اس میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ قحط پڑے گا۔

وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ خَاشِعَۃٌ ۙ اس دن کچھ لوگ تو ایسے ہوں گے جو بالکل ذلیل حالت میں ہوں گے یا اس دن بعض لوگوں کے چہرے مرجھائے ہوئے ہوں گے۔

عَامِلَۃٌ نَّاصِبَۃٌ ۙ وہ کام کریں گے مگر نتیجہ کچھ نہ نکلیگا۔

تَصۡلٰی نَارًا حَامِیَۃً ۙ تُسۡقٰی مِنۡ عَیۡنٍ اٰنِیَۃٍ ؕ وہ داخل ہونگے ایسی آگ میں جو جلتی ہوگی اور وہ پلائے جائیں گے گرم چشموں سے۔

لَیۡسَ لَہُمۡ طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ ضَرِیۡعٍ ۙ ان کو کھانا نہیں ملے گا۔ مگر تھوہر سے۔

لَّا یُسۡمِنُ وَ لَا یُغۡنِیۡ مِنۡ جُوۡعٍ ؕ نہ وہ کھانا موٹا کریگا۔ اور نہ بھوک کے لئے کافی ہوگا۔

وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاعِمَۃٌ ۙ اس کے مقابلہ میں کچھ اور چہرے ہوں گے جو نعمتوں میں ہوں گے۔

فِیۡ جَنَّۃٍ عَالِیَۃٍ ۙ لَّا تَسۡمَعُ فِیۡہَا لَاغِیَۃً ؕ فِیۡہَا عَیۡنٌ جَارِیَۃٌ ۘ وہ اونچے باغوں میں ہونگے تو اس میں نہیں سنیگا کوئی بیہودہ بات۔ اس میں ایک چشمہ بھی جاری ہوگا۔

فِیۡہَا سُرُرٌ مَّرۡفُوۡعَۃٌ ۙ وَّ اَکۡوَابٌ مَّوۡضُوۡعَۃٌ ۙ وَّ نَمَارِقُ مَصۡفُوۡفَۃٌ ۙ وَّ زَرَابِیُّ مَبۡثُوۡثَۃٌ ؕ اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ ۟ وَ اِلَی السَّمَآءِ کَیۡفَ رُفِعَتۡ ۟ وقفہ اس میں بلند تخت رکھے ہوئے ہونگے اور آبخورے رکھے ہونگے اور تکیے لگے ہونگے اور مسندیں بچھائی گئی ہونگی۔ کیا وہ نہیں دیکھتے بادل کیطرف کہ وہ کسطرح پیدا کئے گئے ہیں۔ یہاں ابل سے مراد بادل ہیں اور آسمان کیطرف کہ اسے کس طرح بلند کیا گیا ہے +

فَذَکِّرۡ ۟ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُذَکِّرٌ ؕ پس تو یاد دلا نارہ تو صرف نصیحت کرنیوالا ہے + لَسۡتَ عَلَیۡہِمۡ بِمُصَیۡطِرٍ ۙ

اِلَّا مَنۡ تَوَلّٰی وَ کَفَرَ ۙ فَیُعَذِّبُہُ اللّٰہُ الۡعَذَابَ الۡاَکۡبَرَ ؕ مگر جو روگردانی کرے اور انکار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو بہت بڑا عذاب دے گا + اِنَّ

اِلَیۡنَاۤ اِیَابَہُمۡ ۙ ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا حِسَابَہُمۡ

یقیناً ہماری طرف ان کا لوٹنا ہے اور پھر ہم ان کا حساب لیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیارے نبیؐ کی پیاری باتیں

۱۔ بیوہ عورت اور مسکین کے ساتھ سلوک کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے مجاہد فی سبیل اللہ یا تمام رات نوافل پڑھنے والا اور دن کو روزہ رکھنے والا ÷

۲۔ کسی کو چہرہ پر مت مارو +

۳۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ اور واقف ناواقف لوگوں کو سلام کہنا بہترین وصف ہے +

۴۔ دو کلمے ایسے ہیں جو خدا کو پیارے زبان پر ہلکے اور میزان میں ازروئے ثواب بہت بھاری ہیں۔ اور وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ہیں۔ جو شخص ان کلمات کا روزانہ سو مرتبہ وِرد کرے۔ اس کے تمام گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں + (امتہ الحفیظ دینیات درجہ ثالثہ)

۵۔ عورتوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے مردوں کی خوبیاں اور بھلائیاں بیان کیا کریں۔ اور ان کی برائیوں سے زبان کو بند رکھیں +

۶۔ جو شخص اپنی اولاد کا حق ادا کریگا۔ وہ دوزخ سے نجات پا جائے گا +

۷۔ جس شخص کو یہ چار چیزیں مل گئیں۔ اُس کی دُنیا و آخرت سنور گئی۔ (۱) خُدا کا ذکر کرنیوالی زبان۔ (۲) اللہ کا شکر کرنے والا دل۔ (۳) مصیبت میں صبر کرنے والا بدن۔ (۴) اور خاوند کے مال اور اپنے نفس میں خیانت نہ کرنے والی عورت +

۸۔ کامل حیاء دار وہ ہے۔ جو اپنے دماغ کو بُرے خیالات سے، اور پیٹ کو حرام لُقمہ سے بچائے، موت کو نہ بھولے، آخرت کا چاہنے والا ہو۔ اور دنیوی آرائش سے پرہیز کرے +

۹۔ بُری دعوت وہ ہے۔ جس میں امیر لوگ مدعو ہوں۔ مگر مسکینوں کو نہ پُوچھا جائے۔ اور جو شخص دعوت قبول نہ کرے۔ وہ بھی اللہ کے رسُولؐ کی نافرمانی کرتا ہے +

۱۰۔ جب دو آدمی ایک دوسرے کو ملتے ہیں تو اُن دونو میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا وہ ہوتا ہے۔ جو اپنے ساتھی سے زیادہ نرمی اور خلوص سے پیش آئے +

(ہمشیرہ سید انور بخاری از سید انوالی)

۱۱۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک تمام اعمال میں سے پسندیدہ عمل نماز کو اوّل وقت پر ادا کرنا ہے +

۱۲۔ تین وقتوں میں نماز پڑھنا منع ہے۔ سُورج نکلنے کے وقت، عین دوپہر کے وقت، اور سُورج غروب ہونے کے وقت + (امتہ اللہ درجہ ثانیہ)

۱۳۔ گذشتہ زمانہ میں ایک شخص کو زخم ہوگیا۔ وہ گھبرا یا اور چھُری لے کر اُس نے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا۔

جس سے اس قدر خون نکلا۔ کہ وہ مرگیا۔ اللہ جلشانہ، نے بوجہ خودکشی اس پر جنت حرام کردی +

۱۴۔ زیادہ گفتگو اور لایعنی باتیں کرنا۔ مال ضائع کرنا، بہت سوالات کرنا۔ اپنی ماؤں کی نافرمانی کرنا۔ اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا۔ ایسے امور ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو بھڑکانے والے ہیں +

(حمیدہ بیگم درجہ ثانیہ)

۱۵۔ اے مسلمان عورتو! تم میں سے کوئی اپنی ہمسائی کے ہدیہ کو حقیر نہ جانے چاہے وہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو +

۱۶۔ میری اُمّت کی عورتوں کے لئے سونا اور ریشمی کپڑے جائز ہیں لیکن مردوں کیلئے حرام +

۱۷۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اُسے چاہیئے کہ وہ اپنے ہمسایہ کو کوئی تکلیف نہ دے۔ اور عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ عورت کی مثال پسلی کی ہڈی کی طرح ہے جو خلقتاً خمدار ہوتی ہے۔ اور جیسے اگر کوئی انسان سیدھا کرنے کی کوشش کرے۔ تو وہ ٹوٹ جاتی ہے۔ عورت بھی فطرتاً خمدار ہے۔ اس کے اس فطرتی خم کو کوئی شخص سیدھا کرنا چاہیگا۔ تو وہ اسے سیدھا کرنے میں ناکام رہیگا۔ اور نتیجہ یہ نکلیگا کہ پسلی کی ہڈی کی طرح عورت کا دل ٹوٹ جائے گا +

ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا۔ کہ حقیقۃً عورت کا یہ فطری خم ہی اسکی نوع کا کمال ہے +

(محمودہ ثروت)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات

ساس اور خسر سے حسن سلوک کی تاکید

یہ مرض عورتوں میں بہت کثرت سے ہوا کرتا ہے کہ وہ ذراسی بات پر بگڑ کر اپنے خاوند کو بہت کچھ بھلا بُرا کہتی ہیں۔ بلکہ اپنی ساس اور سُسر کو بھی سخت الفاظ سے یاد کرتی ہیں۔ حالانکہ وہ اُس کے خاوند کے بھی قابل عزّت بزرگ ہیں۔ وہ اس کو ایک معمولی بات سمجھ لیتی ہیں۔ اور ان سے لڑنا وہ ایسا ہی سمجھتی ہیں جیسا کہ محلّہ کی اور عورتوں سے جھگڑا حالانکہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کی خدمت اور رضاجوئی ایک بہت بڑا فرض مقرر کیا ہے۔ یہانتک کہ حکم ہے۔ اگر والدین کسی لڑکے کو مجبور کریں کہ وہ اپنی عورت کو طلاق دیدے۔ تو اس لڑکے کو چاہیئے کہ وہ طلاق دیدے۔ پس جبکہ ایک عورت کی ساس اور سُسر کے کہنے پر اس کو طلاق مل سکتی ہے۔ تو اور کونسی بات رہ گئی ہے۔ اس لئے ہر ایک عورت کو چاہیئے کہ ہر وقت اپنے خاوند اور اس کے والدین کی خدمت میں لگی رہے۔ اور دیکھو کہ عورت جو اپنے خاوند کی خدمت کرتی ہے۔ تو اس کا کچھ بدلہ بھی پاتی ہے۔ اگر وہ اس کی خدمت کرتی ہے۔ تو وہ اسکی پرورش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتا ہے۔ مگر والدین تو اپنے بچہ سے کچھ نہیں لیتے۔ وہ تو اس کے پیدا ہونے سے لے کر اس کی جوانی تک اس کی خبر گیری کرتے ہیں۔ اور بلا کسی اجر کے اس کی خدمت کرتے ہیں۔ اور جب وہ جوان ہوتا ہے۔ تو اس کا بیاہ کرتے ہیں۔ اور اس کی آئندہ بہبودی کے لئے تجاویز سوچتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ اور پھر جب وہ کسی کام پر لگتا ہے اور اپنا بوجھ آپ اٹھانے اور آئندہ زمانہ کے لئے کسی کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ تو کس خیال سے اس کی بیوی اس کو اپنے ماں باپ سے جدا کرنا چاہتی ہے یا کسی ذرہ سی بات پر سب و شتم پر اتر آتی ہے۔ یہ ایک ایسا ناپسندیدہ فعل ہے۔ جس کو خدا اور مخلوق دونوں ناپسند کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے انسان پر دو ذمہ واریاں مقرر کی ہیں۔ ایک حقوق اللہ اور ایک حقوق العباد۔ پھر اس کے دو حصے کئے ہیں۔ یعنی اول تو ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری۔ اور پھر دوسری مخلوق الٰہی کی بہبودی کا خیال۔ اسی طرح ایک عورت پر اپنے ماں باپ اور خاوند اور ساس کی خدمت اور اطاعت پس کیا ہی بدقسمت ہے وہ جو ان لوگوں کی خدمت نہ کر کے حقوق عباد اور حقوق اللہ دونوں کی بجا آوری سے منہ موڑتی ہے۔ (الحکم نمبر ۱۱ جلد ۱۱)

ناپاک رسمیں

ا۔ برابر ایک سال تک سوگ رکھنا۔ اور نئی نئی عورتوں کے آنے کے وقت یا بعض خاص دنوں میں سیاپا کرنا اور باہم عورتوں کا سر ٹکرا کر چلا کر رونا اور کچھ کچھ منہ سے بھی بکواس کرنا۔ اور پھر برابر ایک برس تک بعض چیزوں کا پکانا چھوڑ دینا۔ اس عذر سے کہ ہمارے گھر میں یا ہماری برادری میں ماتم ہوگیا ہے۔ یہ سب ناپاک رسمیں اور گناہ کی باتیں ہیں جن سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

ب۔ سیاپا کرنے کے دنوں میں بیجا خرچ بھی بہت ہوتے ہیں۔ حرام خور عورتیں، شیطان کی بہنیں جو دور دور سے سیاپا کرنے کے لئے آتی ہیں۔ اور مکر اور فریب سے مونہہ کو ڈھانک کر اور بھینسوں کی طرح ایک دوسرے سے ٹکرا کر چیخیں مار کر روتی ہیں۔ ان کو اچھے اچھے کھانے کھلائے جاتے ہیں۔ اور اگر مقدور ہو تو اپنی شیخی اور بڑائی جتانے کے لئے صدہا روپیہ کا پلاؤ اور زردہ پکا کر برادری وغیرہ میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس غرض سے کہ تا لوگ واہ واہ کریں۔ کہ فلاں شخص نے مرنے پر اچھی کرتوت دکھلائی۔ اچھا نام پیدا کیا۔ سو یہ سب شیطانی طریق ہیں جن سے توبہ کرنا لازم ہے۔ (تبلیغ رسالت جلد اول ص ۲۷ و ص ۲۸)

شادی کے موقع پر لڑکیوں کا گانا

سوال کیا گیا کہ لڑکی یا لڑکے والوں کے ہاں جو جوان عورتیں مل کر گھر میں گاتی ہیں وہ کیسا ہے۔ فرمایا۔ اصل یہ ہے۔ کہ یہ بھی اسی طرح پر ہے۔ اگر گیت گندے اور ناپاک نہ ہوں۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لے گئے تو لڑکیوں نے مل کر آپ کی تعریف میں گیت گائے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسجد میں ایک صحابی نے خوش الحانی سے شعر پڑھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو منع کیا۔ اُس نے کہا کہ مَیں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھے ہیں۔ تو آپؐ نے منع نہیں کیا۔ بلکہ آپؐ نے ایک بار اس کے شعر سُنے۔ تو آپؐ نے اُسکے لئے رحمہ اللہ فرمایا۔ اور جس کو آپؐ یہ فرمایا کرتے تھے وہ شہید ہو جایا کرتا تھا۔

غرض اس طرح پر اگر وہ فسق و فجور کے گیت نہ ہوں۔ تو منع نہیں۔ مگر مردوں کو نہیں چاہئیے۔ کہ عورتوں کی ایسی مجلسوں میں بیٹھیں۔ یہ یاد رکھو۔ کہ جہاں ذرا بھی مظنہ فسق و فجور کا ہو۔ وہ منع ہے۔ ع

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ ام

یہ ایسی باتیں ہیں۔ کہ انسان ان میں خود فتوٰی لے سکتا ہے۔ جو امر تقوٰی اور خدا کی رضاء کے خلاف ہے۔ مخلوق کو اُس سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وہ منع ہے۔ اور پھر جو اسراف کرتا ہے۔ وہ سخت گناہ کرتا ہے۔ اگر ریا کاری کرتا ہے تو بھی گناہ ہے+

غرض کوئی ایسا امر جس میں اسراف، ریاء۔ فسق ایذاد ہئ خلق کا شائبہ ہو۔ وہ منع ہے۔ اور جو ان سے صاف ہو۔ وہ منع نہیں۔ گناہ نہیں۔ کیونکہ اصل اشیاء کی حلت ہے+

(الحکم نمبر ۳۷ جلد ۶ مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

وعظ و نصیحت کا اثر

ایک مولوی کا ذکر ہے کہ وہ وعظ کر رہا تھا۔ سامعین میں اُس کی بیوی بھی موجود تھی۔ اتفاقاً صدقہ و خیرات اور مغفرت کا وعظ اس نے کیا۔ جس سے متأثر ہو کر ایک عورت نے پاؤں سے ایک پازیب اُتار کر واعظ صاحب کو دے دی۔ جس پر واعظ صاحب نے کہا۔ تو چاہتی ہے۔ کہ تیرا دُوسرا پاؤں دوزخ میں جلے۔ یہ سنکر اُس نے دُوسری بھی دے دی۔ جب گھر میں آئے۔ تو بیوی نے بھی اس وعظ پر عمل درآمد چاہا کہ محتاجوں کو کچھ دے۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ باتیں سُنانے کی ہوتی ہیں۔ کرنے کی نہیں ہوتیں۔ اور کہا کہ اگر ایسا کام ہم نہ کریں تو گزارہ نہیں ہوتا+

(بدر مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ء)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک حبشی عورت سے نکاح

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک حبشی عورت سے نکاح کیا۔ تو لوگوں نے یہ اعتراض کیا۔ کہ اگر یہ منجانب اللہ ہوتا۔ تو حبشن سے نکاح نہ کرتا۔ اس ذراسی بات پر ان کے تمام معجزات کو نظرانداز کر دیا+

(بدر یکم مئی ۱۹۰۳ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق

ایک صحابیہ کی عینی شہادت

(از والدہ صاحبہ سردار امیر محمد خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ درجہ اول کوٹ قیصرانی)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیّبہ میں عاجزہ کو صرف ایک دفعہ قادیان جانے کا اتفاق ہوا۔ ہم دونو میاں بیوی نے ۱۹۰۶ء میں بذریعہ عریضہ بیعت کا شرف حاصل کیا۔ پھر خاوندم سردار امام بخش خان مرحوم و مغفور مجھ سے پہلے قادیان جاکر دستی بیعت اور زیارت کا شرف حاصل کر آئے۔ سال سوا سال بعد وہ ہم سب کو قادیان لے گئے۔ اس وقت جس بات کا عاجزہ ذکر کرنا چاہتی ہے۔ وہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر عاجزہ کی عینی شہادت ہے۔ اور میں اس شہادت کو بیان کرنا فرض سمجھ کر اور خدائے واحدہٗ لاشریک کی قسم کھاکر ادا کرتی ہوں۔ لیکن اصل بات بیان کرنے سے پہلے یہ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس وقت حضرت اقدسؑ کس مکان میں تشریف رکھتے تھے۔ سو واضح ہو۔ کہ وہ مکان اسی حیثیت سے ابھی تک موجود ہے۔ اگر میرا حافظہ غلطی نہیں کرتا۔ تو وہ الماری بھی موجود ہے۔ جہاں سائل لوگ دُعاؤں کے واسطے بطور یاد دہانی چٹ لگا دیتے تھے۔ تاکہ حضورؑ کی نظر اس پر پڑتی رہے۔ اور دُعا فرماتے رہیں۔ وہ وہی مکان اور دالان ہے جہاں اسوقت حضرت ام المومنین مدظلہا العالی سکونت پذیر ہیں۔ سردیوں کے دن تھے۔ حضورؑ اندر بڑے کمرہ میں سوتے تھے۔ حضورؑ کا پلنگ شمالاً جنوباً رکھا ہوُا تھا۔ اور مشرقی دیوار کے ساتھ پلنگ ایسا ملا ہوُا تھا۔ کہ گزرنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اسی دیوار میں ایک الماری تھی۔ جسمیں حضورؑ کی ادویات اور ضروری چیزیں رکھی رہتی تھیں۔ اُس الماری پر حاجتمندوں کی دُعاؤں کی درخواستوں کے چٹ چسپاں تھے۔ چونکہ حضورؑ اُس پلنگ پر رات کو سوتے اور دن کو تصنیف کا کام کرتے تھے۔ اس لئے حاجتمندوں نے الماری کے دریچہ پر اپنی اپنی مطلب برآری کی درخواستیں لگا رکھی تھیں۔ تمام الماری ان کاغذات سے بھری ہوُئی تھی۔ میری خواہش ہوُئی۔ کہ مَیں بھی اپنی درخواست دُعا لکھکر یہاں دریچہ پر چسپاں کردوں۔ مَیں نے حضورؑ سے ذکر کیا۔ حضورؑ نے میری اس خواہش کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شرف قبولیت بخشکر اجازت عطا فرمائی۔ کیونکہ اب ہم گھر کو واپس ہونیوالے تھے۔ تاکہ ہماری عدم موجودگی میں لگے گا ہے حضورؑ کی نگاہ اس درخواست پر پڑ جائے۔ تو حضورؑ کو ہم دُور افتادہ یاد آجائیں۔ اور حضورؑ ہمارے لئے دُعا فرماتے رہیں۔

اب مَیں اصل بات کی طرف رجوع کرتی ہوں کہ اُن دعاؤں میں سے جو دریچہ پر چسپاں تھیں۔ ایک سائل کی دُعا کا عنوان ایک شعر تھا۔ اور مَیں نے بھی اسی کو دیکھ کر ایسا ہی عنوان رکھا یعنی اسکے شعر میں تھا ؎

دُعا کر دُعا کر خُدا کے رسُول ؛ دُعا تیری کرتا ہے مولا قبول

مَیں نے یُوں لکھا ؎

دُعا کر دُعا کر خدا کے نبی	دُعا کر مجھے با توجّہ دلی
دُعا تیری ہوتی ہی منظور ہے	ترے حق میں تطہیر مشہور ہے
سائلہ ہو کر آئی ہوں مَیں	بصد شوق صدق لائی ہوں مَیں

اسجگہ میرا مطلب صرف رسُول اور نبی کے لفظ سے ہے۔ نہ یہ کہ مجھے کیا حاجت درپیش تھی۔ گو یہ خدا کا احسان ہے کہ اُس نے حاجتیں بھی پُوری کر دیں فالحمد للہ۔ اب واضح ہو کہ صبح کا وقت تھا۔ مَیں وہ کاغذ لیکر الماری کے اُوپر لگانے کے لئے گئی۔ کیونکہ ہم مہمان نیچے کمرہ میں رہتے تھے۔ اور حضورؑ معہ عیال و اطفال اُوپر کے مکانات میں تھے جہاں ابتک حضورؑ کا خاندان سکونت پذیر ہے۔ مَیں وہیں باورچی خانہ سے گوندھا ہوا آٹا لیکر کاغذ کی پشت پر لگا کر اندر حضرت اقدسؑ کے کمرہ میں گئی۔ چونکہ دروازہ کے قریب الماری تھی۔ مَیں دروازہ کے اندر کھڑی ہو کر جیٹ لگا رہی تھی اور حضورؑ اپنے پلنگ پر سوئے ہوئے تھے۔ کیونکہ حضورؑ صبح کی نماز باجماعت پڑھکر سو جاتے تھے کہ اتنے میں ہمارے موجودہ امام حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ تشریف لائے اور حضورؑ کی خدمت میں انہوں نے عرض کیا کہ لوگ باہر جمع ہیں۔ حضورؑ باہر تشریف لائیں۔ حضورؑ اُٹھ بیٹھے۔ دستار مبارک سنبھالی پاؤں پلنگ کے نیچے پاپوش پہننے کو لٹکائے۔ اتنے میں عاجزہ نے عرض کیا کہ حضورؑ میں نے اپنی یاددہانی دُعا کا پرچہ یہاں لگا دیا ہے۔ قربان جاؤں اُس رحیم و کریم انسان کے۔ فوراً میری طرف توجہ فرما کر اسی پلنگ پر بیٹھے ہوئے عاجزہ کی درخواست کو بغور ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا۔ بہت اچھا میں یاد رکھوں گا۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر ہم غلطی سے حضورؑ کو رسول و نبی کہہ رہے تھے تو حضورؑ نے اس غلطی کی کیوں اصلاح نہ فرمائی بلکہ فرمایا تو یہ کہ بہت اچھا میں یاد رکھونگا۔ اور حضورؑ کو ہمیشہ ہم خطوط میں علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھا کرتے تھے۔ تو بھی حضورؑ خاموش رہتے۔ بلکہ مخالفین کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضورؑ نے اپنے متعلق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کو جائز قرار دیا۔ اسی طرح صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ سے نبوت مراد لیتے رہے۔ بلکہ اسکی تائید میں آیت مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ۔ پیش فرماتے رہے۔ مَیں زیادہ بحث کرنا نہیں چاہتی۔ اللہ تعالیٰ بیشمار برکات نازل فرمائے ہمارے موجودہ امام حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر جن کے عہد خلافت میں اس مسئلہ کو خوب واضح کر دیا۔ تا کہ آنے والی نسلیں راہ راست سے دور نہ جا پڑیں +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افسانہ

نعیمہ

(١)

میں حسب معمول شام کے وقت اپنے پالے ہوئے ننھے سے باغیچے میں کرسی بچھائے بیٹھی مصباح کے تازہ پرچہ کے مطالعہ میں ہمہ تن مصروف تھی۔ گلاب و موتیا کی بھینی بھینی خوشبو اِدھر اُدھر مہکتی ہوئی میرے دماغ کو معطر کر رہی تھی اور ننھے پودے بیٹھنے والی تیتریوں کو ہوا کے جھونکوں سے متحرک ہو کر اُڑا رہے تھے۔ کہ اچانک مجھے اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی چاپ سُنائی دی۔ مَیں ابھی دیکھنے نہ پائی تھی کہ میری آنکھیں مضبوطی سے بند کر لی گئیں۔

"تم بڑی شریر ہو شاہدہ" مَیں نے اپنی چھوٹی بہن سمجھتے ہوئے کہا۔ "خدا سمجھے تم سے، ہر وقت تم شرارتوں میں مصروف رہتی ہو۔ کبھی چین سے بیٹھنے نہیں دیتی۔ چھوڑو میری آنکھیں دکھنے لگ گئیں"۔ لیکن گرفت ہلکی نہ ہو سکی۔ "چھوڑو گی یا نہیں"۔ میں نے چلاتے ہوئے کہا۔ "ہیں! یہ تو بڑے بڑے ہاتھ ہیں"۔ آنکھوں پر رکھے ہوئے ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے کہا۔ "تم کون ہو؟ بھابی جان آپ ہیں۔ خدارا چھوڑیں میرا دم گھٹنے لگا۔ اُف میری رُوح قفس عنصری سے پرواز کرنے لگی" میرے ان الفاظ کے ساتھ ہی یکدم قہقہہ بلند ہوا اور ساتھ ہی آنکھوں پر سے ہاتھوں کی پٹی اُتار دی گئی مجھے کچھ سُوجھائی نہ دیتا تھا۔ میں کچھ دیکھنے بھی نہ پائی تھی کہ آنیوالی مجھ سے چمٹ گئی۔ میری آنکھوں تلے اندھیرا چھا رہا تھا۔ حیران تھی خدایا یہ کون ہے تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتی ہوں کہ میری ایک عزیز سہیلی کھڑی ہے۔ مَیں جوشِ محبّت میں دوبارہ اس سے چمٹ گئی۔ کافی عرصہ کی بچھڑی ہوئی سہیلی کو دیکھ کر میری آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہنے لگ گئے۔ مزاج پرسی کے بعد ہم وہیں بیٹھ گئیں اور باتوں میں مشغول ہو گئیں۔ وقت گذرتے دیر نہیں لگتی۔ نہ معلوم کتنی دیر اور اسی طرح بیٹھی رہتیں۔ کہ شاہدہ نے کہا۔ باجی اُمّی بلا رہی ہیں۔ وہ اور مَیں دونوں اُٹھیں، اندر گئیں۔ امی جان اور آپا جان کے پاس تھوڑی دیر بیٹھ کر نماز ادا کرنے کے لئے چلی گئیں۔ عبادت الٰہی سے فارغ ہوئیں۔ کھانا تیار تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر اپنے کمرہ میں چلی گئیں رات کو سوتے وقت ادھر ادھر کی باتیں ہو رہی تھیں۔ باتوں باتوں میں اس بات کا ذکر چلا کہ پُرانے زمانہ میں بیچاری بہوئیں ساس کی سختیاں چُپ چاپ برداشت کر لیتی تھیں۔ اور اگر ساس نہ ہو تو دیورانیاں جٹھانیاں آپس میں لڑتی جھگڑتیں۔ بڑی جٹھانیاں دیورانیوں پر حکومت سے کام لیتی تھیں۔ اور چھوٹی بہوئیں ساسوں کو ماں سمجھ کر اور جٹھانیوں کو بڑی بہن سمجھکر ان کے آگے بول نہیں سکتی تھیں۔ "یہ بات کچھ زمانہ ماضی پر ہی منحصر نہیں"۔ میری سہیلی نے کہا۔ "اس زمانہ میں بھی بعض خاندان ایسے پائے جاتے ہیں جن میں ایسا ہو رہا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے ہمسایہ میں ایک خاندان ہے۔ اس گھر کی سب سے چھوٹی بہو ایک غریب خاندان کی بیٹی ہے۔ اس کی حالت نہ پوچھو۔ دیکھکر رونا آتا ہے اچھا لو سنو۔

ہمارے ہمسایہ میں وہ تین منزلہ سفید برجی والا مکان تو تم نے دیکھا ہوگا۔

میں۔ ہاں دیکھا ہے۔ وہی نہ جس میں تین دیورانیاں جٹھانیاں رہتی ہیں۔ اور ساس سسر اللہ میاں کے گھر آرام کر رہے ہیں۔

وہی۔ ہاں ہاں وہی۔ اچھا تو تینوں بھائی اچھے خاصے امیر ہیں۔ ماں باپ کافی دولت چھوڑنے کے علاوہ ایک جاگیر بھی چھوڑ مرے ہیں۔ دو بھائی نوکر ہیں۔ ایک وکیل دوسرا سول سرجن تیسرا میڈیکل کالج میں ابھی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ سب سے بڑے بھائی کی بیوی خالدہ ایک بدمزاج عورت تھی۔ چونکہ وہ سب سے بڑی تھی۔ اس لئے اسی کی گھر بھر میں حکومت تھی۔ کسی کی کیا مجال جو اس کے خلاف کوئی قدم بھی اُٹھا سکے۔ باوجود گھر میں دھن دولت کی افراط کے خالدہ صبح سے شام تک گھر میں ایک آگ سی لگائے رکھتی۔ نوکروں اور چھوٹی دیورانیوں کو جھڑکیاں گھرکیاں دینا۔ اس کا روز مرہ کا شغل تھا۔ خالدہ کی دیورانی عصمت باسط کی بیوی ایک اچھے خوشحال گھر کی بیٹی تھی۔ خوش اخلاق اس کا باپ اس سے بہت زیادہ محبت کرتا۔ زیادہ تر اپنی آنکھوں کے سامنے ہی اُسے رکھتا تھا۔ اسلئے اُسے جیٹھانیوں کی سختیاں کم جھیلنا پڑتیں۔ اور اس کا خاوند بھی اپنی بھابی کی زیادہ پرواہ نہ کرتا۔ سب سے چھوٹی دیورانی نعیمہ ایک غریب باپ کی بیٹی لیکن سب سے زیادہ حسین، سادہ طبیعت، غرور کا وُہ نام تک نہ جانتی تھی۔ گھر کا سارا کام وہی کرتی۔ نوکروں سے بدتر اس کی حالت، خالدہ ہمیشہ اُسے نفرت و حقارت سے دیکھتی۔ بلاوجہ جھڑکیاں دیتی۔ نوکروں کی طرح سارا دن اسے کام میں لگائے رکھتی۔ وہ غریب تھی۔ اس کا خاوند اس کی طرف زیادہ التفات نہ کرتا۔ ہنوز وہ تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ اُسے بھول کر بھی کبھی یہ خیال نہ آتا تھا کہ اسپر کچھ بیوی کے حقوق بھی ہیں جب خالدہ اسے بلاوجہ غصے ہوتی۔ زہر سے زیادہ زہریلے اور نیزے سے زیادہ چبھنے والے الفاظ اس کے لئے استعمال کرتی۔ اس کے بے گناہ والدین کی توہین کرتی۔ تو حامد اس طرح خاموش رہتا گویا اس نے کچھ سنا ہی نہیں۔ اسی سبب سے خالدہ حامد پر بہت خوش تھی۔ اکثر دوسری عورتوں میں بیٹھکر اس کی تعریف کرتی۔ کہ ایسا لڑکا دنیا کے پردہ میں ملنا محال ہے۔ میرے اشارے پر رہتا ہے۔ دیکھو بیوی کی ذرا طرفداری نہیں کرتا۔ ورنہ اور لڑکے تو باسط کی طرح جورو داس بنے رہتے ہیں۔ ادھر غم نصیب نعیمہ ان الفاظ کو سنتی تو دل ہی دل میں اپنے اوپر افسوس کرتی۔ کہ وہ کیوں ایسے گھر میں بیاہی گئی۔ جہاں اس کی ذرا قدر نہیں۔ وہ دل ہی دل میں کڑھتی۔ لیکن کچھ کر نہیں سکتی تھی۔ اندر ہی اندر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غم کے آنسوؤں کو پی جاتی ؂

(۲)

نعیمہ جب تانگے سے اُتری تو شام ہو چکی تھی۔ دروازے کے اندر قدم رکھکر اس نے خالدہ کو نہایت ادب سے سلام کیا۔ پھر باہر کھڑے ہوئے بچے سے کہا آجاؤ اندر۔ یہ کون ہے خالدہ نے تیوری پر بل ڈالتے ہوئے کہا "میرا چھوٹا بھائی ہے"۔ نعیمہ نے ادب سے جواب دیا۔ خالدہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور بجلی کی مانند کڑکتے ہوئے بولی۔ "سوتیلے بھائی سے اتنی محبت یہ مجھپر آج ہی واضح ہوُا۔ کسی اور کو کیوں نہ ساتھ لے آئی"۔ یہ کہتی ہوئی غصے میں بھری سانپ کی مانند بل کھاتی ہوئی اندر چلی گئی۔ نعیمہ کے خوبصورت چہرہ پر اُداسی کی گھٹا چھاگئی۔ حیرت کے عالم میں پریشان کھڑی ہوکر سوچنے لگی۔ کہ اگر ابھی سے ایسے خیالات ہیں تو آئندہ جو نہ ہو جائے تھوڑا ہے۔ اسے اتنا بھی خیال نہ رہا کہ میں دروازے کے پاس کھڑی ہوں اندر تو چلوں۔ اتنے میں عصمت آئی۔ نعیمہ نے سلام کیا۔ اُس نے جواب دیکر کہا "کیوں نعیمہ ایسے کیوں کھڑی ہو چلو اندر چلو"۔ اندر گئی۔ خالدہ کی باتیں سُنکر اس کا دل رونے کو چاہتا تھا۔ لیکن عصمت نے اسے باتوں میں لگالیا۔ کتنا پیارا بچہ ہے شکل تو تم سے ملتی ہے۔ لیکن رنگ ذرا سانولا ہے۔ ٹھہرو میں تمہارے لئے کھانا منگواؤں۔ یہ کہکر اُس نے رحمت نوکرانی کو آواز دی چھوٹی بہو کے لئے کھانا لاؤ۔ خالدہ کی باتوں نے اس کا پیٹ بھر دیا تھا۔ اس لئے وہ کچھ کھانا نہیں چاہتی تھی لیکن عصمت نے زبردستی کھلایا۔ اور اس نے بمشکل دو چار نوالے کھائے۔

عصمت۔ نعیمہ تم بڑی دیر کے بعد آئی ہو۔ مندری محلّہ تو پاس ہی تھا۔ اگر تم چاہتی تو اسی دن جس دن وہ مری تھی آسکتی تھی۔

نعیمہ۔ آہ! کیا کہوں۔ چند دن تو مجھے ہوش ہی نہیں تھا۔ باپ نہ تھا۔ ماں تو تھی خواہ وہ سوتیلی ہی تھی۔ لیکن میرے ساتھ ہمیشہ محبت سے پیش آتی تھی۔ کبھی بدسلوکی نہ کرتی تھی۔

عصمت۔ یہ تو ٹھیک ہے لیکن گھر والے بڑے ناراض ہو رہے ہیں۔

نعیمہ۔ کیوں میں نے انکا کونسا قصور کیا ہے؟

عصمت۔ حامد کہتے ہیں کہ وہاں جاکر وہ اسقدر بے پرواہ ہوگئی ہے کہ آنے کا نام تک نہیں لیتی اگر اسے خیال ہو تو کیا کوئی ایسی بے پرواہی بھی کر سکتا ہے۔

نعیمہ نے ٹھنڈا سانس بھرا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ جنہیں وہ اندر ہی اندر پی گئی۔ اور چند ایک ادھر ادھر کی باتوں کے بعد عصمت اٹھکر چلی گئی۔

(۳)

منجھلی جیٹھانی عصمت ایک خوش خلق۔ ملنسار اور نعیمہ سے محبت کرنے والی عورت تھی۔ وہ اُسے خوش رکھنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرتی لیکن نعیمہ کے دل کا غم کسی طرح دُور نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ سوچتی تھی۔ کہ میرے والدین چاہے غریب تھے لیکن چند دن آرام سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کے پاس گذار آتی تھی۔ جیٹھانی کی سختیوں سے بچنے کے لئے تھوڑے دن وہاں جاکر جی بہلا لیتی۔ لیکن کیا کروں۔ ننھا سا یتیم بھائی ہے۔ اسے کہاں چھوڑ آؤں وہ دل ہی دل میں باتیں کر رہی تھی کہ حامد اندر آگئے۔

"یہ تم کیا جھگڑا لے آئے ہو" آتے ہی اُس نے کہا۔

پورے ڈیڑھ ماہ کے بعد خاوند بیوی میں ملاقات ہوئی تھی۔ نعیمہ کو یہ معلوم نہ تھا کہ خاوند کی پہلی بات ہی زہر سے زیادہ زہریلی ہوگی۔ اسے ایسا معلوم ہوا جیسے اسپر کسی نے بجلی گرادی۔ لبوں پر مہر خاموشی لگ گئی۔ اس کا خیال تھا کہ نسیم کے متعلق کچھ بات چیت کر کے گھر میں رکھنے کی درخواست کریگی۔ لیکن حامد کی پہلی بات نے ہی اس سے لب ہلانے کی جرأت کھو دی۔ اُس نے ایک آہِ سرد بھر کر سر جھکا لیا۔ اور بغیر کسی مدعا کے زمین کیطرف دیکھنے لگ گئی۔ "تم جانتی ہو کہ میں خود کوڑی کوڑی کیلئے ان کا دستِ نگر ہوں" حامد نے کہا۔ "پہلے دو اُنپر بوجھ ڈالے ہوئے تھے اب تین ہو گئے لوگ کیا کہینگے"

نعیمہ۔ اسے کہاں چھوڑ آتی گھر میں تو اب کوئی رہا نہیں۔

حامد کسی اور رشتہ دار کے پاس چچا ہی کے پاس چھوڑ آتی۔

نعیمہ۔ آپ جانتے ہیں کہ انکی پہلے ہی نہیں بنتی اب وہ اسے کیسے رکھ سکتا ہے۔ اور نہ ہی وہ رکھنے کو تیار ہے۔

حامد۔ وہ نہیں رکھتا تو میں کیا کروں۔ کس جگہ لکھا ہے کہ لڑکے کے اصلی وارث نہ رکھیں تو بہن اسے لیجائے۔ اور اپنے خاوند کی زندگی بے مزہ کر دے۔

نعیمہ۔ نسیم میرا بھائی ہے۔ اگر بھائی نہ بھی ہو۔۔ تب بھی ایک غریب کی پرورش کرنا ثواب ہے۔

حامد۔ عجیب ثواب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جب میں خود کسی قابل نہیں تو کیوں بلاوجہ دوسروں پر خواہ مخواہ بار ڈالکر اپنے آپکو مذاق کا نشانہ بناؤں۔ ایسی رحمدلی سے سنگدلی ہزار درجہ بہتر ہے۔ بس میں ایسا رحم دل بننا نہیں چاہتا۔

نعیمہ (دھیمی آواز میں) اب تو لے آئی ہوں۔ آپ ہی رحم فرمائیں۔

حامد۔ کچھ سوچنی بھی ہو یا نہیں۔ غریب کے گھر بیاہ کرنا بھی گناہ سے کم نہیں جان بوجھ کر ایک آفت اپنے سر مول لینا ہے

نعیمہ کے دل میں یہ الفاظ تیر کی طرح اتر گئے۔ رحم کی نگاہوں سے خاوند کیطرف دیکھا۔ آنکھوں میں آنسو بھر لائی حامد نے پرواہ نہ کی لحاف لیکر سو گئے۔ نعیمہ بیچاری کو نیند کہاں ساری رات اشکباری کرتے گذار دی۔

(۴)

صبح سویرے اُٹھکر عبادت الٰہی سے فارغ ہوکر کام کاج میں لگ گئی۔ وہ صبح سے لیکر شام تک کام میں لگی رہتی اس کا خیال تھا کہ اس طرح جیٹھانی کی سختیاں ایک حد تک شائد کم برداشت کرنا پڑینگی۔ لیکن خالدہ کچھ اس قسم کی تھی کہ جبتک ناراض ہونے کی وجہ پیدا نہ کر لیتی۔ اُسے کھانا ہضم نہ ہوتا۔ وہ ضرور ناراضگی کی وجہ پیدا کر لیتی۔

نعیمہ باورچی خانہ میں کام کر رہی تھی کہ خالدہ آئی اور کہا "تمہارے پیارے بھائی کے خرچ کا کیا انتظام ہوگا۔ جو جہیز تمہارے والدین نے دیا تھا وہ تو بچہ بچہ جانتا ہے۔ دنیا کو معلوم ہے تم کتنی امیر ہو" نعیمہ سر جھکا کر خاموشی سے کام میں لگی رہی "میں یہ دریافت کرنے آئی ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خرچ کا انتظام کیا ہوگا" خالدہ نے تیز لہجہ اور تیوری پر بل ڈالتے ہوئے کہا۔ عصمت نے اسکی آواز سُنی تو جلدی سے کمرے سے نکل کر آئی "یہ گھر سے ہی ہوگا" اسنے آتے ہی کہا۔

خالدہ۔ ذرا غور تو کرو کہ گھر میں روپیہ کہاں سے آیا۔

عصمت ابھی بولنے نہ پائی تھی کہ باسط نماز پڑھ کر آگئے۔ اُسنے خالدہ کی بات سُن لی تھی۔ اسلئے آتے ہی بولے۔

باسط۔ گھر میں روپیہ بنتا ہے۔ ہماری تنخواہوں سے۔ جاگیر سے آتا ہے۔

خالدہ (چمک کر بولی) تم کہاں سے روپیہ ضائع کرنے والے آگئے۔ معلوم ہوتا ہے تم ایسے ہی فضول کاموں پر روپیہ ضائع کرکے ہمیں مانگنے پر مجبور کرکے چھوڑو گے۔

باسط کے دل میں یہ الفاظ کانٹوں کی مانند چُبھ گئے۔ اُس نے سختی سے بولنا مناسب نہ سمجھا۔ صرف اسی قدر کہنے پر اکتفا کی۔

اسوقت روپیہ ضائع کرنے پر تو بحث نہیں ہو رہی سوال تو پرورش کا ہے۔ اگر گھر میں روپیہ کم ہے۔ تو کہو ابھی بنک سے لائے دیتا ہوں۔ بتاؤ کس قدر ضرورت ہے۔ اتنا کہا اور باہر سدھارے۔

خالدہ جل بھن کر کوئلہ ہوگئی۔ سارا دن اُس نے گھر میں آگ سی لگائے رکھی۔ کبھی اس پر غصہ نکالتی۔ کبھی اُس پر۔ غرض ایک آفت بپا رکھی تھی۔ نعیمہ نے اُس دن مارے غم کے کچھ نہ کھایا۔ کام کاج سے فارغ ہو کر کمرے میں جا کر رونے لگی۔ اپنی حالت پر آنسو بہا رہی تھی کہ یکایک خالدہ نے باہر سے ایک تحکمانہ لہجہ میں کہا۔ نعیمہ

نعیمہ نے گھبرا کر جلدی سے جواب دیا۔ جی بڑی آپا۔

خالدہ۔ کھانا کیوں نہیں کھاتی۔

نعیمہ۔ کھالوں گی۔

خالدہ۔ کب کھاؤ گی۔ معلوم ہوتا ہے تم مجھے بدنام کرنا چاہتی ہو۔

نعیمہ۔ کیسے بڑی آپا۔

خالدہ کا غصہ مشتعل ہوگیا۔ اُسنے غصہ سے بھرے ہوئے کہا۔ "میں سب کچھ جانتی ہوں۔ تمہاری ہر رگ میں شرارت بھری ہوئی ہے۔ تمہارا کھانا نہ کھانے کا مطلب صرف یہی ہے کہ گھر کے سب لوگ کھا چکے ہیں۔ لیکن اسے کوئی نہیں پوچھتا۔ مطلب صاف ہے کہ مجھے بدنام کرو۔ لوگ کہیں بڑی جیٹھانی روٹی نہیں دیتی۔

نعیمہ۔ نہیں آپا خدا بہتر جانتا ہے میرے دل میں تو بھول کر بھی یہ خیال نہیں گزرا۔......

خالدہ (بات کاٹ کر) غرور تو تمہارے اندر حد سے زیادہ، تکبر کا ٹھکانا نہیں۔ ماں باپ گور میں جا سوئے۔ جنپر تمہیں غرور تھا۔ آخر کھاؤ گی تو اسی گھر سے کوئی دو دن تو کھلائے۔ پھر اس غرور کا کیا مطلب؟

بیچاری نعیمہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ خالدہ وہ کچھ کہہ رہی تھی جو اُسکے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ آخر ضبط کرکے اٹھی بھائی کی اُنگلی پکڑی اور کھانا کھانے چلی۔ بھائی کو کھلائی، نوالہ منہ میں ڈالتی تھی۔ لیکن حلق سے نیچے نہیں اُترتا تھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ کھا کچھ نہ سکی۔ اسی طرح اٹھی۔ ہاتھ دھو رہی تھی کہ زور سے خالدہ کی آواز آئی "نعیمہ" حامد سکول سے آئے ہیں جلد

یہیں میز پر کھانا لگادو" نعیمہ کے کپڑے روتے روتے بھیگ گئے تھے۔ اسنے جلدی سے دوپٹہ کرتہ تبدیل کیا اور کھانا لیکر چلی۔ سب کاموں پر کوئی چھ سات منٹ صرف ہو گئے۔ ابھی برآمدے میں پاؤں رکھا ہی تھا کہ خاوند کی آواز اسے سُنائی دی "ابھی تک کھانا کیوں نہیں لائی کیا کر رہی ہے" کیا کرے بیچاری بھائی کی ناز برداریاں ختم ہوں تو تمہیں بھی کھانا کھلادیگی۔ اسے تو اس سے فرصت ہی نہیں ملتی" خالدہ نے عجیب انداز سے کہا۔

خاوند کی آواز سُنتے ہی نعیمہ کے پاؤں زمین نے پکڑ لئے۔ ٹھٹھک کر رہ گئی "جانے دو میں کچھ نہیں کھاتا" حامد نے کہا "جب اسکی دلداریاں ختم ہونگی تب میں بھی کھالونگا" یہ کہکر حامد جلدی سے باہر نکل گیا۔ نعیمہ یہ سین دیکھتی ہی رہ گئی "حامد اس طرح نہ جانا" خالدہ نے زور سے کہا "جبتک میں زندہ ہوں تمہیں کسی کی کیا پرواہ ہے۔ آؤ میں کھانا کھلادوں" لیکن حامد جاچکا تھا۔ نعیمہ کے لبوں پر مہر خاموشی، آنکھوں میں آنسو، دل میں جذبات کے دفتر۔ حامد نے نہ بیوی کیطرف دیکھنا تھا نہ دیکھا۔

نعیمہ باورچیخانہ میں کھانا رکھ کمرے میں چارپائی پر لیٹ کر دل کا غبار نکالنے لگی عصمت نے بھی سب کچھ سُنا تھا وہ نعیمہ کے پاس آئی۔ اور اسے کھانا کھانے پر اصرار کرنے لگی۔ لیکن نعیمہ کہنے لگی میں کیسے کھاؤں۔ میری غلطی کے باعث وہ بھی بھوکے ہیں عصمت کے کافی اصرار پر کہا کہ میرے پیٹ میں درد ہے۔ خالدہ باہر برآمدے میں سب کچھ سن رہی تھی۔ وہیں بولی "مزاج تو عرش سے بھی اوپر ہے نخروں کا ٹھکانا نہیں۔ شکر ہے خدا کا غریب تھی۔ اگر آج چار دھیلے پاس

رادھا کی حسرتناک زندگی

رادھا بیوہ تھی سُسرال کے سوا اور کوئی آسرا نہ تھا۔ جہاں وہ اپنی زندگی کے باقی دن پُورے کرتی۔ سلیقہ شعار بھی اور ملنسار بھی۔ سارا دن گھر کا کام کاج کرتی۔ جھاڑو دیتی۔ کھانا پکاتی۔ لیکن کوئی جھوٹوں بھی آکر نہ پُوچھتا۔ کہ رادھا کیسی ہو؟

ہاں اگر کھانے میں نمک زیادہ ہوتا۔ یا ناشتے میں دیر ہو جاتی۔ اُسوقت رادھا پر گھر کا ہر چھوٹا بڑا سوالوں کی بوچھاڑ کر دیتا۔ وہ اپنے باغ زندگی کی سات خوشگوار بہاریں بھی دیکھنے نہ پائی تھی۔ کہ قدرت نے اس کو یتیم کر دیا تھا۔ بعد میں چچا نے بُری بھلی جیسا بھی ہو سکا۔ پرورش کی۔ پندرہ سال کی عمر میں شادی ہوئی۔ اور ہائے اب اٹھارہ سال کی عمر میں وہ بیوہ تھی۔ رادھا کا اگر کوئی بچہ ہوتا۔ تو وہ اس کا دل بہلانے کے لئے کافی تھا۔ لیکن وہ اس سے بھی محروم تھی ۔

گھر میں شادی کی تقریب تھی۔ ہر چھوٹا بڑا خوش تھا۔ دُلہن نے گھر میں قدم رکھا ہی تھا کہ پروانوں کیطرح عورتیں اُس کے گرد جمع ہو گئیں۔ رادھا بھی دلہن کو دیکھنے کے شوق میں اس بات کو بھول گئی کہ وہ بیوہ ہے۔ دوڑکر آتی۔ قریب پہنچی ہی تھی۔ کہ کسی نے گرج کر کہا۔ "اے رادھا! تو کیوں یہاں آئی؟ چلی جا یہاں سے۔ بیوہ کا یہاں کیا کام؟" آنسوؤں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موتی رادھا کی حسرت بھری آنکھوں سے گرنے لگے۔ اور اس وقت اسے شدت سے محسوس ہوا۔ کہ وہ بیوہ ہے۔

وہ کچھ پڑھی لکھی نہ تھی۔ گو پڑھنے کا شوق مدت سے تھا۔ اس کے حالات نے اجازت ہی نہ دی تھی۔ کہ وہ تعلیم میں ترقی کر سکے۔ کام کاج سے فارغ ہوتی۔ تو کوئی کتاب لیکر پڑھنے لگتی۔ لیکن ساس کے طعنوں نے پڑھنے سے روک دیا۔ وہ بیوہ تھی۔ سوسائٹی میں اس کے لئے کوئی جگہ نہ تھی! اور مذہب؟ اس کا مذہب بھی اس معاملے میں خاموش تھا۔

برکھا رت تھی۔ بادل گھر گھر کر آرہے تھے۔ گاؤں کی فضا آگے ہی کیا کم مؤثر ہوتی ہے۔ لیکن موسم برسات سے تو وہاں کچھ اور ہی سماں بند گیا۔ جو رادھا کے مجروح دل پر نمک پاشی کیلئے کافی تھا۔ گھر گھر جھولے تھے۔ اور ہر سمت سے جھولنے والیوں کے گانے کی آواز آرہی تھی۔ جو رادھا کی چھاتی پر سانپ کی طرح لوٹتی۔ کیونکہ سچ یہی ہے کہ موسم برسات یا اس قسم کی اور دلچسپیاں بھاتی تب ہی ہیں جب دلمیں خوشی ہو۔ رادھا کا بھی یہی حال تھا۔ اوّل تو کوئی اُسے جھولے پر جانے ہی کب دیتا تھا۔ اور دُوسرے وہ بیوہ تھی۔

دنوں سے ہفتے اور ہفتوں سے سال آہستہ آہستہ خاموشی سے گذرنے گئے۔ آخر ایک دن رادھا کا ٹمٹماتا ہوا چراغ بھی بجھ گیا۔ اور اس کی بے کیف زندگی کا خاتمہ ہوگیا + رادھا کیا اس جیسی ہزاروں عورتیں ہندوستان میں بے کیف زندگی بسر کرتی ہیں۔ اور کرتی رہینگی۔ خدا جانے ان کا سویا ہوا بخت کب بیدار ہوگا + (محمودہ ثروت دینیات کلاس درجہ ثالثہ)

برکاتِ نبوّت

ابتدائے آفرینش سے خدا تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جب دنیا میں چاروں طرف تاریکی اپنا دامن پھیلا لیتی ہے۔ تو وہ اپنے بندوں کی راہنمائی کے لئے کوئی مامور مبعوث کیا کرتا ہے۔ جو لوگوں کو کفر و ضلالت سے نکالکر نور کیطرف لے آتا ہے۔ یعنی ان میں معرفت اور خداشناسی کا مادہ پیدا کرتا اور انہیں خدانما وجود بنا دیتا ہے۔ اس دعوے کا ثبوت اُس آیت قرآنی سے ملتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کے ثبوت میں پیش کی۔ یعنی ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ کہ اے لوگو! کیا تم خیال نہیں کر سکتے۔ کہ اس نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دعویٰ سچا ہے۔ کیونکہ وہ اسوقت دُنیا میں ظاہر ہوا جبکہ بحر و بر یعنی ساری دُنیا میں ظلمات اور فسادات پھیل گئے تھے۔ اور زمانہ کو اس بات کی سخت ضرورت تھی۔ کہ کوئی اس کو تاریکی و ظلمت سے نکالکر خداشناسی کی روشنی کی طرف لے آئے۔

اس قانون الٰہی کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہم موجودہ زمانہ کی حالت پر نگاہ دوڑاتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ آج سے ساٹھ سال قبل جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی منصب ماموریت پر فائز نہیں ہوئے تھے۔ عیسائیوں کا طلسم لوگوں کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسحور کئے جا رہا تھا۔ اور اس کی مسموم اور زہریلی تعلیم لوگوں کو کفر و الحاد اور بے دینی کا شکار بنائے جا رہی تھی۔ خود مسلمان کہلانے والے اسلامی احکام کو مضحکہ خیز تصور کرتے۔ اور اُن کے دل اس خوف سے اندر ہی اندر بیٹھے جاتے تھے کہ نہ معلوم اب اسلام کا کیا بنیگا۔ بلکہ بعض تو یہانتک کہہ چکے تھے کہ ایک سَو سال کے اندر اسلام دنیا کے پردہ سے مٹ جائیگا۔

یہ تو قولی کیفیت تھی۔ عملی حالت اس سے بھی بدتر تھی۔ ہزاروں مسلمان مرتد ہو کر عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے تھے۔ اور قرآن پر بائیبل کو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو ترجیح دیتے تھے۔ علماءِ باعمل ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتے تھے۔ ہاں دُنیا پرست، زر پرست، اور جاہ پرست علماء کی کمی نہ تھی۔

ایسی حالت میں خدا تعالیٰ نے مُسلمانوں کی اِصلاح اور اسلام کو دوبارہ غلبہ و عروج عطاء فرمانے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قادیان میں مبعوث فرمایا۔ اور تمام کرۂ ارض پر آپکی شہرت اور عظمت کو پھیلا کر کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِی کے مطابق آپ کو دلائل بیّنہ اور براہین قاطعہ کے رُو سے سب پر غلبہ عطاء فرمایا۔

آپ نے دُنیا میں مبعوث ہو کر اُس پردے کو جو خالق اور مخلوق کے درمیان قائم ہو گیا تھا۔ اُٹھا دیا۔ اور وہ صداقتیں جو دُنیا کی آنکھ سے اوجھل ہو گئی تھیں پھر ظاہر کیں۔ اور وہ رُوحانیت جو دنیا سے مفقود ہو گئی تھی۔ اُس کا نمونہ دکھلایا۔ اور وہ لوگ جو توحید کے راستہ سے ہٹ گئے تھے انہیں پھر اس راستے پر گامزن کیا۔ اور ان کے دلوں میں تقویٰ اور سچائی پیدا کر کے دربارِ خداوندی میں کھڑا کر دیا۔ غرض کہ آپؑ ایک چشمۂ صافی تھے جو حق کے پیاسوں کو سیراب کر گئے۔ آپؑ خود بھی فرماتے ہیں ؎

مَیں وُہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نُورِ خدا جس سے ہُوا دن آشکار

(حمیدہ بیگم بنت بابو اکبر علی صاحب درجہ ثانیہ)

کار آمد اصُول

۱۔ پسے ہوئے نمک کو پانی میں گھول کر اس سے کانچ اور چینی کے برتن دھوئے جائیں تو نئے کی مانند ہو جائینگے۔

۲۔ کپڑے پر کیچڑ کے داغ لگ جائیں تو پانی میں تھوڑا سا کاربونیٹ آف سوڈا ملا کر داغدار جگہ کو دھو ڈالیں صاف ہو جائے گا۔

۳۔ گھی کو صاف اور عمدہ دیگچی میں گرم کر کے اس میں بحساب فی سیر ایک چھٹانک پیاز اور اسی قدر لہسن ڈالکر پکائیں۔ جب سرخ ہو جائے تو گھی کو ٹھنڈا کر کے کسی برتن میں رکھ لیں۔ ایسا گھی پانچ سال تک خراب نہیں ہوتا۔ (کیا آپ نے یہ تجربہ بھی کیا ہے یا محض سُنی سُنائی بات لکھدی ہے ایڈیٹر)

۴۔ خربوزے کا چھلکا ڈال دینے سے سخت گوشت جلدی گل جاتا ہے......

۵۔ پیاز اور نوشادر کو کوٹ کر ردی کی شیشی کے پاس رکھ دینے سے پروانے بھاگ جاتے ہیں۔ (امۃ الرشید بیگم شوکت قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترجمۂ قرآنِ مجید اور احمدی خواتین

قرآن کریم ایک کامل و مکمل اور سب سے آخری الہامی کتاب ہے۔ جو نوع انسانی پر رحم کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے نازل فرمائی۔ یہ ایک خط ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے اپنی مخلوق کے نام بھیجا +

یہ قوموں کی ترقی کا ایک یقینی اور قطعی ذریعہ ہے۔ اور اس کے نزول کی غرض یہ ہے۔ کہ وحشی انسانوں کو با اخلاق انسان، اور با اخلاق انسانوں کو باخدا انسان بنایا جائے مگر چونکہ فرقانِ حمید ہماری مادری زبان میں نہیں۔ اس لئے ہم صرف ناظرہ پڑھنے سے تمام برکات حاصل نہیں کر سکتیں۔ دیکھیئے اگر ایک مریض مُنہ سے کونین کونین کہتا چلا جائے تو کیا اس کا بخار ٹوٹ جائے گا۔ یا کونین لاکر وہ الماری میں رکھ دے۔ یا اپنے تکیے کے نیچے چھپالے۔ یا جیب میں ڈال لے تو کیا اُس کا بخار اُتر جائے گا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اُس کا بخار اسوقت تک نہیں اُترے گا۔ جب تک مقررہ اندازہ سے کونین استعمال نہیں کرے گا۔ اسی طرح اگر ہم سادہ قرآن کریم پڑھ لیں تو ہمیں پُورا فائدہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ ہمیں اس وقت تک سمجھ نہیں آ سکتا۔ جب تک ہم اس کا ترجمہ نہ سیکھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم با ترجمہ پڑھنے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے کیسے اعلیٰ اور زرین اصول ہماری ہدایت کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ اور اسی ترجمہ اور پھر عمل کی بدولت ایمان مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ کیونکہ اس وقت انسان لوگوں کی سُنی سُنائی باتوں پر اپنے ایمان کی بنیاد نہیں رکھتا۔ بلکہ بذاتِ خود کلام اللہ پڑھ کر اور سوچ سمجھکر ایمان لایا ہوا ہوتا ہے +

آج کل زیادہ تر بے دینی کی وجہ اور اسلام سے بعض طبائع کی بے رغبتی کی وجہ یہی ہے۔ کہ لوگ قرآن کریم کا ترجمہ نہیں جانتے۔ اور نہ ترجمہ سیکھنے کی وہ کوشش کرتے ہیں۔ یہی نقص ہے جس کی بناء پر وُہ حقیقتِ اسلام سے بیخبر رہتے ہیں۔ اور چھوٹے سے چھوٹے اعتراض سے ڈر جاتے اور ذراسی ٹھوکر سے گھبرا جاتے ہیں۔

غرض قرآن کریم کی تعلیم کو نہ سمجھنے کیوجہ سے ہی بے دینی پھیلی ہوتی ہے۔ اگر وہی لوگ جو اسلام سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ قرآن کریم ترجمہ سے پڑھنے لگ جائیں۔ اور اس کے مفہوم کو سمجھ جائیں۔ تو انہیں اسلام اپنے پُورے حُسن کے ساتھ دکھائی دینے لگے۔ اور پھر وہ اسپر ایسے فدا ہوں کہ دُنیا اُن کی نظروں میں مُردہ کیڑے کی طرح ہو جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم ہمیں عمل کے لئے دیا گیا ہے۔ غلافوں میں بند کر کے رکھنے کے لئے نہیں دیا گیا۔ اور جبکہ ہمیں قرآن کریم دیا ہی عمل کے لئے گیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم اسے نہ پڑھیں اور اس کا ترجمہ نہ سیکھیں۔ سادہ پڑھنے سے ہمیں معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ ہمیں کن کن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور کن کاموں سے منع کیا گیا ہے لیکن اگر ہم ترجمہ سیکھ لینگی۔ تو ہمیں یہ تمام باتیں معلوم ہو جائیں گی پس قرآن کریم ناظرہ پڑھ لینے کے بعد اس کا ترجمہ سیکھنا بھی از حد ضروری ہوتا ہے۔ جس کی طرف تمام بہنوں کو توجہ کرنی چاہئیے۔

(صادقہ ثریا بنت مولوی خیر الدین صاحب)

حل طلب معمہ

مَیں ایک نو حرفی نام ہوں۔ اگر اس کے ۳ و ۵ حرف کو ملایا جائے۔ تو ایک کھانے والی چیز کا نام بنجاتا ہے+ اگر اس کے ۶ و ۴ و ۷ و ۹ حرف کو ملایا جائے۔ تو خدا تعالیٰ کا ایک نام بنجاتا ہے+ اگر اس کے ۱ و ۲ و ۸ حرف کو ملایا جائے۔ تو ایک ایسا لفظ بنتا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بولا جاتا ہے+ اگر اسکے ۴ و ۲ و ۳ حرف کو ملایا جائے۔ تو لفظ اُمت بنجاتا ہے+ اگر اس کے ۲ و ۶ و ۹ حرف کو ملایا جائے تو چاند کے معنی دیتا ہے+ اگر اسکے ۷ و ۸ حرف کو ملایا جائے تو ایک ایسا لفظ بنجاتا ہے جسکے معنی ننگ کرنیکے ہیں+ اگر اسکے ۷ و ۸ و ۴ حرف کو ملایا جائے تو چراغ کے معنی دیتا ہے۔ بتاؤ یہ نام کیا ہے؟

(محمد اسلم عرفانی قادیان)

خوش اخلاقی

خوش اخلاقی عطیہ خداوندی ہے۔ یہ وہ گوہرِ بے بہا ہے۔ جس سے انسان کی عزت بڑھتی۔ اور اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں جاگزین ہو جاتی ہے۔ اس کے بالمقابل بد اخلاقی نہایت بُری چیز ہے۔ اور جو انسان بد اخلاق ہوتا ہے۔ لوگ اُس سے نفرت کرنے لگ جاتے ہیں۔ اسی لئے اسلام نے بد اخلاقی کی سخت مذمت کی ہے۔

چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ کہ تم بدیوں کے قریب بھی نہ جاؤ۔ نہ اُن بدیوں کے جو باطنی ہیں۔ اور نہ اُن بدیوں کے جو ظاہری ہیں+

عمدہ اخلاق حاصل کرنے کے لئے انسان کو نیک صحبت میں رہنا چاہیئے۔ اسی سے انسان کے اخلاق درست ہوتے ہیں۔ کیونکہ جیسے ماحول میں انسان رہیگا۔ ویسا ہی اثر قبول کریگا۔ اگر بُری صحبت ہوگی۔ تو بُرا اثر لے گا۔ اور اگر اچھی صحبت ہوگی۔ تو اچھا اثر لے گا۔ قرآن شریف میں بھی آیا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔ کہ اے مُسلمانوں تم راستباز لوگوں کی صحبت میں رہو۔

افسوس ہے کہ بعض لوگ نوکروں سے بُرا سلوک کرتے ہیں۔ اُنہیں مارتے پیٹتے اور دائرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسانیت سے ہی خارج سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ بھی ہمارے جیسے انسان ہوتے ہیں۔ اور ان کے سینہ میں بھی دل اور دل میں درد ہوتا ہے۔

ابو مسعودؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ مَیں نے کسی بات پر اپنے غلام کو مارا۔ اس وقت مَیں نے اپنے پیچھے سے آواز سُنی۔ کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے۔ ابو مسعودؓ یہ کیا کر رہے ہو۔ مگر غصہ کی وجہ سے مَیں نے اس آواز کو نہ پہچانا۔ اور غلام کو مارتا گیا۔ اتنے میں وہ آواز مجھے زیادہ قریب سے سُنائی دینے لگی۔ مَیں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا۔ تو نظر آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف آرہے ہیں۔ آپکو دیکھتے ہی چھڑی میرے ہاتھ سے گر گئی۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے ابو مسعودؓ تمہارے سر پر ایک خدا ہے۔ جو اس سے بہت زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ جتنی طاقت تم اس غلام پر رکھتے ہو۔ وہ کہتے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا۔ یا رسُول اللہ مَیں خدا کی خاطر اس غلام کو آزاد کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنّم کی آگ تمہارے مُنہ کو جھلستی۔

پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عملی نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ آپؐ نہایت خلیق، ملنسار اور ہمدرد تھے۔ دوست دشمن چھوٹے بڑے سب کے ساتھ آپؐ کا سلوک نہایت ہی اچھا تھا۔

پس ہر انسان کو اسلامی تعلیم اور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نمونہ کو دیکھتے ہوئے اپنے اخلاق درست کرنے چاہئیں۔ اور ایسی ... سے محبت اور خوش خلقی سے ساتھ پیش آنا چاہیئے۔ (سارہ بیگم ... درجہ پنجم)

غیبت

خیر اندیشیٔ احباب رہے مدِّ نظر
عیب چینی نہ کرو مفسد و نمّام نہ ہو
(حضرت خلیفۃ المسیح)

غیبت سے مراد وہ گفتگو ہے۔ جو محض کسی کے بدنام کرنے کے لئے کی جائے۔ خواہ وہ بات سچّی ہی کیوں نہ ہو۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو۔ غیبت کیا چیز ہے؟ عرض کیا گیا کہ اللہ اور اُس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ فرمایا۔ تیرا ذکر کرنا اپنے بھائی کے بارے میں جسے وہ ناپسند کرے۔ عرض کیا گیا۔ خواہ وہ بات میرے بھائی میں موجود ہی ہو۔ فرمایا۔ جو بات پائی جائے اور تُو کہے وہی تو غیبت ہے۔ اور جو نہ پائی جائے اور تُو کہے۔ وہ بہتان ہے۔

بس یہ خیال غلط ہے کہ سچّی بات عیبت نہیں ہوتی۔ اصل میں سچّی بات ہی غیبت ہوتی ہے۔ جھُوٹی تو جھوٹ اور افتراء ہے۔

غیبت جیسی بُری عادت آجکل اکثر لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ خصوصاً عورتوں میں اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ جہاں کہیں بھی دو چار عورتوں کی مجلس ہُوئی۔ فوراً ایک دوسرے کی عیب چینی ہونے لگی۔ خواہ عیب بیان کرنے والی کے اندر کتنے ہی عیب کیوں نہ موجود ہوں۔ لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر نظر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں آتا۔ اور دوسرے کی آنکھ کا تنکا بھی نظر آجاتا ہے۔ جو شخص دوسروں کے عیب بیان کرتا ہے۔ درحقیقت اس کے اندر بھی بہت سے عیب پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ عیبوں میں سے ایک عیب یہ بھی تو ہے کہ دوسروں میں عیب نکالے جائیں۔ پس اس عیب کے ہوتے ہوئے ممکن نہیں کہ اس میں دوسرے عیب نہ پائے جاتے ہوں +

غیبت بہت بُری چیز ہے۔ آپس کے تعلقات اس سے خراب ہو جاتے ہیں۔ دلی کدورتیں بڑھ جاتی ہیں اور قوم میں بُرائی پھیلتی ہے۔ اور سوائے اسکے کہ تھوڑی دیر کے لئے ایک محفل گرم ہو جائے اور کوئی فائدہ اس سے حاصل نہیں ہوتا۔ اس کے بُرے نتائج کی وجہ سے ہی خدا تعالےٰ نے اس سختی سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ لَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ (پارہ ۲۶ رکوع ۱۴) یعنی ایک دوسرے کی غیبت مت کرو۔ کیا تم پسند کرتے ہو۔ کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ۔ کھانا تو کیا تم اس کے سننے سے بھی کراہت کرو گے۔ گویا غیبت کی مثال مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے دیگئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ مردہ جس طرح اپنے گوشت کی حفاظت نہیں کرسکتا اسی طرح جس شخص کی عدم موجودگی میں اسکا کوئی عیب بیان کیا جائے تو وہ اسکی تردید نہیں کرسکتا اور اپنی برائی کا خیال لوگوں کے دلوں سے دُور نہیں کرسکتا۔ گویا غیبت ایسی ہی بُری چیز ہے۔ جیسے کسی مُردہ شخص کا گوشت کھانا۔ پس جس طرح مردہ شخص کے گوشت کھانے سے بچا جاتا ہے۔ بلکہ اسکے خیال سے ہی دل میں کراہت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح غیبت سے بچنا چاہیئے اور اسکا خیال بھی دل میں لانا نہیں چاہیئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ دِمَاءُكُمْ وَأَمْوَالُكُمْ وَأَعْرَاضُكُمْ حَرَامٌ۔ کہ تمہارا خون۔ تمہارا مال۔ تمہاری عزتیں سب حرام ہیں۔ یعنی کسی کی عزت کو بٹہ لگانا بھی حرام ہے۔ پھر معراج کی رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہنم کا نظارہ دیکھا۔ کہ ایک شخص ہے جو اپنے ناخنوں سے اپنے مُنہ کو نوچ رہا ہے۔ اور اس کے چہرے سے خون اور پیپ بہ رہی ہے۔ آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے پُوچھا کہ یہ کون ہے۔ تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ شخص ہے۔ جو غیبت کیا کرتا تھا۔ گویا جس طرح اس دنیا میں ہم ایک کوڑھی کو پہچان لیتے ہیں۔ اسی طرح جہنم میں غیبت کرنے والا الگ اور نمایاں طور پر نظر آئیگا +

ایک حدیث میں آتا ہے۔ کہ ایک مرتبہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو قبروں کے پاس سے گذرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ان میں جو لوگ دفن کئے گئے ہیں۔ انہیں دو چھوٹی باتوں کی وجہ سے عذاب دیا جارہا ہے۔ یعنی ایسی باتوں کی وجہ سے جن سے بچنا بہت آسان تھا۔ ایک کو تو اس لئے کہ وہ غیبت کیا کرتا تھا۔ اور دوسرے کو اس لئے کہ وہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچتا تھا۔ غرض غیبت ایک بہت ہی بڑا گناہ ہے مگر نہ تو اس کی بُرائی کو سمجھا جاتا ہے اور نہ اُس سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔ کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ غیبت زنا سے بھی بُری چیز ہے۔ اسی طرح آپؐ کا فرمان ہے کہ غیبت ایسی بُری چیز ہے۔ کہ اور گُناہ تو خدا تعالےٰ سے معافی مانگنے سے معاف ہو جاتے ہیں۔ مگر غیبت اس وقت تک معاف نہیں ہوگی جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی ہو۔

پس اس گناہ کی اہمیت اور اس کے بُرے نتائج کو مدّنظر رکھتے ہوئے ہمیں چاہیئے کہ اس سے ہر طرح اعراض کریں۔ اور دُوسروں کو بھی اس سے روکیں۔ کیونکہ ایک شخص کا اس عیب کو چھوڑنا فائدہ نہیں دے سکتا۔ بلکہ تمام قوم کو ہی اس سے بچنا چاہیئے۔ اور اس کا بہتر طریق یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص کسی مجلس میں کسی کا عیب بیان کرنے لگے۔ تو اُسے روک دیں۔ اور اگر نہ رُکے تو بیزار ہو کر اس مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوں۔ پھر اُسے علیحدگی میں اس گناہ کی بُرائی کے متعلق سمجھائیں اور اُسے بتایا جائے۔ کہ اگر وہ کسی شخص میں کوئی عیب پاتا ہے اور اُس شخص کی اصلاح کرنے کے لئے وہ دُوسروں کے پاس ان عیبوں کو بیان کرنا چاہتا ہے۔ تو اُسے چاہیئے کہ ذمہ وار لوگوں کے پاس وہ باتیں بیان کرے۔ تاکہ وہ اس شخص کی مناسب اصلاح کر سکیں۔ اور لوگوں میں اس کا چرچا نہ کرے۔ کیونکہ اس طرح وہ شخص بجائے اپنی اصلاح کرنے کے حق سے دُور ہو جائیگا۔

مجلسوں میں چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کا ذکر کیا جائے۔ یا علمی تبادلہ خیالات کیا جائے۔ اور دینی مسائل کے متعلق گفتگو کی جائے۔ کیونکہ اوّل جس مجلس میں خدا تعالےٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ اس پر خدا تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور لوگوں کی توجہ خدا تعالیٰ کی طرف لگی رہتی ہے اور دل زنگ لگنے سے بچ جاتے ہیں۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ذکر کے سوا بہت کلام نہ کرو۔ کیونکہ بہت کلام کرنے سے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر ہو، دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور سیاہ دل اللہ تعالےٰ سے سب سے زیادہ دور ہے۔

دوسرا فائدہ اس قسم کی مجلسوں سے یہ ہوگا۔ کہ ہر شخص کا علم ترقی کرے گا۔ اور ایک شخص دوسرے شخص کے معلومات سے فائدہ اٹھا سکے گا۔ اور اگر کوئی ناخواندہ شخص بھی اس مجلس میں ہوگا تو وہ بھی کچھ نہ کچھ علم حاصل کرلے گا۔

تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ جب ایک دوسرے سے سوالات دریافت کئے جائینگے اور ان کو حل کیا جائیگا تو ذہنی ترقی ہوگی اور جب دینی مسائل کے متعلق گفتگو کی جائیگی تو دین کے متعلق بھی واقفیت پیدا ہوگی۔

پس بجائے ایک دوسرے کے عیب بیان کرنے کے اس قسم کی باتیں مجلسوں میں کی جائیں تو ان سے یقیناً بہت فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان کے اس دنیا میں آنیکی غرض معرفتِ الٰہی ہے۔ اور اسکے حصول کا یہی طریق ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کیا جائے۔ اور خدا تعالیٰ کی تعریف میں پہلے تسبیح ہے۔ کہ وہ تمام نقائص سے پاک ہے۔ اور پھر تحمید ہے کہ اسمیں تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ اسلئے مومن کا یہ فرض ہے کہ وہ تمام عیوب جو اسمیں پائے جاتے ہوں انہیں ترک کر کے اعلیٰ صفات اپنے اندر پیدا کرے۔ اور نقائص میں سے جو بات پہلے چھوڑنی چاہیئے وہ زبان ہی کے متعلق ہے اور وہ باتیں جو خدا تعالیٰ کو انسان سے ناراض کرنیوالی ہیں ان میں سے ایک غیبت بھی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی صبح کرتا ہے تو سب اعضاء زبان کے آگے عاجزی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو ہمارے حق میں اللہ تعالےٰ سے ڈر۔ ہم تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی رہی تو ہم سیدھے رہیں گے۔ اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائینگے پس ہر شخص کو چاہیئے کہ زبان جو اُسے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ملی ہے۔ اُسے اچھی باتوں کے لئے استعمال کرے اور کسی دوسرے شخص کو اس سے تکلیف نہ پہنچائے۔

انسان کے اخلاق کا اثر صرف اس کی اپنی ذات تک ہی محدود نہیں ہوتا۔ بلکہ گرد و پیش کے لوگوں اور قوم پر بھی پڑتا ہے۔ اور دوست و دشمن اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ اگر قوم کے افراد کے اخلاق اعلیٰ ہوں گے تو قوم اچھی سمجھی جائے گی۔ ورنہ نہیں۔ اور اخلاق کا اثر اکثر مخالف وعظ و نصیحت کی نسبت زیادہ قبول کرتے ہیں۔ پس ہماری جماعت کی تمام خواتین کو چاہیئے کہ عیوب سے پرہیز کریں اور اعلےٰ اخلاق اپنے اندر پیدا کر کے دوسروں کی ہدایت کا موجب بنیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

رنگ بھی رُوپ بھی ہو حُسن بھی ہو لیکن پھر!
فائدہ کیا ہے اگر سیرتِ انسان نہ ہو۔

(سلیمہ بیگم سابقہ طالبہ درجہ ثالثہ)

قابلِ توجہ اشاعتِ مصباح سوسائٹی

اس امر کو دیکھتے ہوئے کہ اکثر خریدار سال بھر پرچہ تو وصول کرتے رہتے ہیں مگر بعد میں جب وصولی چندہ کے لئے وی پی کیا جاتا ہے تو واپس کر دیتے ہیں۔ آئندہ کے لئے یہ قانون بنا دیا گیا ہے کہ ہر خریدار سے چندہ پیشگی وصول کیا جائے۔ پس اس اصل کو اشاعت مصباح سوسائٹی کی ممبرات اپنے سامنے رکھیں اور آئندہ جب بھی کسی کو خریدار بنائیں۔ اسے پیشگی چندہ ادا کرنے کے لئے کہیں۔ اگر کسی کی طرف سے پیشگی چندہ وصول نہ ہوا۔ تو اسکے نام اخبار جاری نہیں ہوگا۔ مصباح کا سالانہ چندہ صرف دو روپے ہے۔ اسقدر قلیل قیمت پیشگی ادا کرنی کوئی مشکل نہیں بشرطیکہ دل میں یہ احساس ہو کہ رسالہ کی حالت کو ہم نے اچھا بنانا ہے:: (مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخلاقی کہانیاں

ایک عرب عورت کا ایثار

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے دمشق میں قیام کیا اور اتفاق ایسا ہوا کہ ان کے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز نہ رہی۔ بھوک ان کو تنگ کر رہی تھی۔ سوچنے لگے کہ کیا تدبیر اختیار کی جائے۔ آخر انہوں نے اپنے نوکر سے کہا کہ تم اس علاقے میں جاؤ شاید تمہیں اس جگہ کسی جگہ سے کھانا مل جائے۔ نوکر حکم کی تعمیل کرتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور آہستہ آہستہ اس نے تمام علاقہ چھان مارا لیکن اسے کچھ نہ ملا اور مایوس ہو کر اس نے واپس لوٹنے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن جونہی کہ اس نے واپسی کا ارادہ کیا اُسے دُور سے ایک جھونپڑی نظر آئی۔ وہ جلدی جلدی اس جھونپڑی کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ ایک بڑھیا اس میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اس نے دریافت کیا کہ کیا آپ کے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز ہے۔ جو ہم آپ سے خرید سکیں۔

بڑھیا۔ قابل فروخت کھانا تو میرے پاس نہیں۔ البتہ میرے لئے اور میری اولاد کیلئے کچھ ہے!

نوکر۔ آپکے بچے کہاں ہیں؟

بڑھیا۔ وہ اپنے گلے میں ہیں اور اب ان کے لوٹنے کا ہی وقت ہے۔

نوکر۔ ان کے لئے تیار کیا کیا ہے؟

بڑھیا۔ روٹی

نوکر۔ اچھا تو مہربانی کر کے ہمارے لئے نصف کھانا قربان کر دیں۔

بڑھیا۔ نصف نہیں بلکہ تمام ہی قربان کرنے کو تیار ہوں۔

چنانچہ اس نے تمام کھانا دے دیا۔ نوکر نے بڑھیا کو سلام کیا اور گھر کی راہ لی۔ جب گھر پہنچا تو اس نے تمام ماجرا سنایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے حکم دیا کہ تم فوراً اس بڑھیا کے پاس جاؤ اور اُسے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ گیا اور کہنے لگا۔ کہ اے بڑھیا ہمارا آقا تمہیں بلاتا ہے!

بڑھیا۔ تمہارا آقا کون ہے؟

نوکر۔ عبداللہ بن عباس!

بڑھیا۔ مَیں تو ان کو نہیں جانتی۔

نوکر۔ وہی عبداللہ بن عباس جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔

بڑھیا۔ ہاں۔ ہاں سمجھ گئی۔ تو وہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟

نوکر۔ وہ تمہاری اس نیکی کا بدلہ دینا چاہتے ہیں۔

بڑھیا۔ مَیں اسکا بدلہ نہیں لینا چاہتی۔ کیونکہ یہ ایک ایسا فعل ہے جو ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔

نوکر۔ تو بہرحال وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔

بڑھیا۔ اچھا تو ان کی خاطر جاتی ہوں۔

چنانچہ وہ عورت ان کے پاس گئی۔ انہوں نے اسے خوش آمدید کہا اور حال دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ ہر وہ چیز جو دنیا میں انسان کو خوش کر سکتی ہے۔ مجھے میسر ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن میں ان دنوں قناعت سے زندگی بسر کرتی ہوں۔

انہوں نے فرمایا۔ اے بڑھیا بتاتو سہی کہ تو نے تمام کھانا دیکر اپنے بچوں کے لئے کیا رکھا تھا۔ اُس نے کہا میں نے ان کے لئے یہ عربی کا ایک شعر تیار کیا ہوا تھا

وَلَقَدْ اَبِيتُ عَلَى الطَّوٰى وَ اَظَلُّهٗ

حَتّٰى اَنَالَ بِهٖ كَرِيمَ الْمَاكِلِ

یعنی مَیں رات بھی گذار دیتا ہوں اور دن بھی۔ یہانتک کہ کوئی سوالی آجاتا ہے اور مَیں اسکو تمام کا تمام کھانا دے دیتا ہوں اور فخر اور مروّت اپنی اولاد کیلئے چھوڑ جاتا ہوں۔

عبداللہ بن عباس کو یہ شعر بہت ہی پسند آیا اور انہوں نے اپنے مصاحبوں کو حکم دیا۔ کہ اس عورت کے تینوں لڑکوں کو میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ وہ لے آئے آپنے انہیں مرحبا کہا اور فرمایا کہ مَیں نے تمہیں صرف اسلئے بلایا ہے تا تمہاری کچھ مدد کروں۔

انہوں نے ادب سے عرض کیا کہ ہم نے آپ سے کچھ نہیں مانگا اور نہ ہی ہمارا ایسا فعل تھا کہ ہم اس کے بدلے کے حقدار ہوں۔ ہاں اگر آپنے ارادہ کر ہی لیا ہے تو ہم آپکی مہربانی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

انہوں نے ان کو سات ہزار درہم اور دس اونٹ بطور انعام دیئے۔ بڑھیا نے آپکا بہت بہت شکریہ ادا کیا اور اپنے تینوں بیٹوں کو کہا کہ تم تینوں انکی مدح میں اشعار کہو۔ چنانچہ تینوں لڑکوں نے بھی اور بڑھیا نے بھی نہایت اچھے پیرایہ میں اشعار کے ذریعہ ان کی مدح کی۔

(ممتاز اختر قادیان)

تاریخی واقعات

کوہِ نُور

پندرہویں صدی عیسوی میں ہندوستان پر ابراہیم لودہی کا رُعب طاری تھا اور بے کھٹکے وہ حکومت کر رہا تھا کہ اچانک بابر آندھی کی طرح ہندوستان کی طرف بڑھا۔ اور پانی پت کے مقام پر ابراہیم لودہی کے ساتھ اسکا مقابلہ ہوا۔ اس جنگ میں ابراہیم لودہی کو شکست ہوئی اور بابر فتح و ظفر کے شادیانے بجاتا ہوا قلعہ میں داخل ہوا۔ ابراہیم لودہی کی ماں سر پر پھٹی ہوئی چادر اوڑھے اور ننگے پاؤں دربار میں آئی اور اُسنے بابر کو فتح کی مبارکباد دیتے ہوئے ایک ڈبیا جسمیں ایک نہایت بیش قیمت ہیرا تھا اسکو پیش کی۔ وہی ہیرا کوہِ نُور کے نام سے موسوم ہے۔ جب بابر کا بڑا بیٹا ہمایوں بیمار ہوا اور اسکے بچنے کی کوئی امید نظر نہ آئی۔ تو وزراء و امراء نے مشورہ دیا کہ سب سے زیادہ قیمتی چیز خدا تعالیٰ کی راہ میں دیدی جائے۔ تب امید ہوسکتی ہے کہ ہمایوں بچ جائے۔ بابر نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا منشاء اس ہیرے کے متعلق ہے لیکن میں اپنی جان جو اس ہیرے سے بہت زیادہ قیمتی ہے پیش کرتا ہوں۔ یہ کہکر وہ تین دفعہ اپنے بیٹے کے پلنگ کے ارد گرد پھرا اور خدا کے حضور گڑگڑا کے اُسنے دُعا کی کہ اسکے بیٹے کی جان بچ جائے اور اس کی لے لی جائے۔

تو بلند کرے۔ اور ترقیات غیر متناہیہ عطا فرما کر تجھے ہمیشہ اپنے فضلوں کے سایہ تلے رکھے۔ آمین اللّٰھم آمین + (خاکسار ناصرہ طاہرہ بنت مولوی فخر الدین صاحب پنشنر قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قدرت خدا ہے کہ ہمایوں اچھا ہوگیا۔ اور بابر بیمار ہو کر وفات پاگیا۔

بابر کی وفات کے بعد یہ ہیرا اس کی اولاد میں نسلاً بعد نسلاً چلتا رہا اور ہر بادشاہ اسے اپنے تاج میں لگا کر تخت پر جلوہ گر ہوتا رہا۔ آخر سلطنت مغلیہ کے زوال کے وقت محمد شاہ بادشاہ نے اس امانت کو نادر شاہ کے حوالے کیا۔ نادر شاہ کے بعد کوہ نور ایک افغان شہزادے کے ہاتھ آیا اور وہ مفلوک الحال شہزادہ گردش زمانہ سے پنجاب آیا۔ پنجاب میں اسوقت مہاراجہ رنجیت سنگھ حکومت کر رہا تھا جب اسے معلوم ہوا کہ کوہ نور اسکے پاس ہے تو اس نے اس سے دوستی پیدا کر کے اس سے ہیرا لے لیا۔ مگر انقلاب زمانہ دیکھئے کہ بعد میں وہ ہیرا انگریزوں کے ہاتھ آیا۔ اور اب کوہ نور ان کے تاج کی شان کو دوبالا کر رہا ہے۔ (مبارکہ قمر سیالکوٹی)

خدا تعالیٰ کی شکایت مت کرو

"اے عورتو! اپنے خاوندوں کے ان ارادوں کے وقت کہ وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی شکایت مت کرو۔ بلکہ تم دعا کرو کہ خدا تمہیں مصیبت اور ابتلاء سے محفوظ رکھے۔ بیشک وہ مرد سخت ظالم اور قابل مواخذہ ہے جو دو جوروئیں کر کے انصاف نہیں کرتا۔ مگر تم خود خدا کی نافرمانی کر کے مورد قہر الٰہی مت بنو۔ ہر ایک اپنے کام سے پوچھا جائیگا اگر تم خدا تعالیٰ کی نظر میں نیک بنو۔ تو تمہارا خاوند بھی نیک کیا جائے گا۔" (کشتی نوح)

یادِ ایام

یادِ ایامِ سلف نے ہائے کیا تڑپا دیا

آج سے ایک سال پہلے ۲۷ مئی ۱۹۳۸ء کو میری آپا آہ میری پیاری اور غمخوار آپا رضیہ بیگم مشیت ایزدی کے ماتحت ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ لوگ کہتے ہیں کہ سال ہوگیا مگر مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کل کی بات ہے۔ آہ ۲۷ مئی ۱۹۳۸ء کا دن ہمارے لئے قیامت کا دن تھا۔ مجھے کبھی بھول کر بھی خیال نہیں آتا تھا کہ آپا تو ہم سے جدا ہو جائے گی۔ اور میں اکیلی اس دنیا میں رہ جاؤں گی۔ آپا جب میں اور تو بیٹھا کرتی تھیں۔ تو میں ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ اگر ہم زیادہ بہنیں ہوتیں۔ تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ مگر مجھے کیا معلوم تھا۔ کہ ایک وہ وقت بھی آئیگا جب تو مجھے چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے گی۔ آپا مجھے تیری جدائی بڑی ناگوار گزرتی ہے۔ میری آپا جس دن سے تو رخصت ہوئی میرے دل میں ایک لمحہ کے لئے بھی خوشی نہیں آئی۔ تیرے بعد دو عیدیں آئیں مگر خوشی سے خالی۔ تیرا بھائی ہنگری سے واپس آیا۔ اور خدا نے وہ دن اپنے فضل سے دکھایا جبکہ تیرا بھائی کامیابی و کامرانی کیساتھ آیا اور سارے عزیز رشتہ دار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جمع ہوتے۔ مگر آہ جسوقت کا تُو تڑپ تڑپ کر انتظار کر رہی تھی، اس وقت خود تو ایک ایسی جگہ جا چکی تھی، جہاں سے آجتک کوئی واپس نہیں آیا۔ آپا تو کتنی خیر خواہ تھی؟ اپنے بھائیوں اور عزیزوں کی اپنے دل میں کتنی محبت رکھتی تھی۔ اور میرا خیال تیرے دل میں کتنا تھا۔ جبکہ تُو چارپائی پر پڑی ہوئی تھی۔ تو اس وقت بھی میری اور والدہ صاحبہ کی خدمت کا اثر تیرے دل پر بیحد تھا۔ جس کو میں ہر وقت محسوس کیا کرتی تھی۔ آپا تو کہا کرتی تھی۔ کہ جب میں تندرست ہو جاؤنگی۔ تو تجھکو اس خدمت کا بدلہ دُونگی۔ مگر میں خدا سے یہی دُعا کرتی تھی۔ کہ خدایا تُو میری آپا کو اچھا کر دے۔ آہ مجھے کیا معلوم تھا کہ تیری عمر اتنی تھوڑی لکھی ہوئی ہے۔ آپا تیری تصویر میری آنکھوں کے سامنے ہر وقت رہتی ہے۔ کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا جبکہ میں تجھے بھول سکوں۔ بیماری کے دنوں میں جب تو آنکھیں کھول کر دیکھتی تو مجھے ایسا معلوم ہوتا۔ جیسے ساری کلفت دُور ہو گئی ہے۔ اور تمام تکلیف بھول جاتی۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد جب تجھے پھر تکلیف ہوتی۔ تو دُنیا میری آنکھوں میں تاریک ہو جاتی۔ بھائی جان کی تسلّیاں میرا حوصلہ بڑھاتیں اور میں تیری خدمت میں لگ جاتی۔ جو دن آتا۔ میں یہی خیال کرتی۔ کہ شائد آج کا دن کل سے اچھا ہو۔ مگر جب تکلیف بدستور دیکھتی تو میرے بدن میں جان نہ رہتی لیکن پھر خدا تعالیٰ کے رحم اور اس کے فضل پر بھروسہ رکھتے ہوئے یہ خیال کرتی۔ کہ آج نہیں تو کل آرام آجائیگا! اس طرح دنوں پر دن، اور مہینوں پر مہینے گذر گئے۔ مگر افسوس تجھے آرام نہ آنا تھا پر نہ آیا۔

آہ! مجھے کیا معلوم تھا کہ ایک وہ دن بھی آئیگا جبکہ تو ہمیشہ کیلئے جُدا ہو جائیگی۔ آپا میں اُسوقت کو یاد کر کے روتی ہوں۔ جب ہم دونوں بہنیں مل کر بیٹھا کرتی تھیں اور تیری خوشی میری خوشی ہوا کرتی تھی۔ اگر اسوقت کی ایک گھڑی بھی مجھے ملجائے۔ تو میں ہزار مرتبہ اسپر سے نثار ہو جاؤں۔ جب میں تیری قبر پر جاتی ہوں تو دل میں خیال ہوتا ہے کہ میں تجھے ملنے جا رہی ہوں مگر آہ سوائے مٹّی کے ڈھیر کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اور دل میں وہی درد اور ارمان لیکر واپس آجاتی ہوں + آپا جب تُو مجھے خواب میں ملتی ہے۔ تو بھی مجھے تسلّی نہیں ہوتی کیونکہ میرے دلمیں اس خیال سے بیچینی ہوتی ہے کہ تُو ابھی چلی جائیگی۔ اور میری خواہش ہوتی ہے کہ میں تیرے پاس بیٹھوں اور تجھے ملوں مگر میری قسمت کہ تُو نظروں سے غائب ہو جاتی ہے۔ میں تجھے تلاش کرتی ہوں مگر بیسُود۔ آپا رات سے دن ہوگا، دنوں سے مہینے اور مہینوں سے برس بنجائینگے۔ مگر میرا دل تیری محبت میں ماہئی بے آب کی مانند تلملاتا رہیگا۔ میری خوشیاں تیرے ساتھ تھیں۔ میری راحتوں کا مرکز تُو تھی۔ مگر جب تُو ہی چلی گئی۔ تو میرے لئے دُنیا کی کوئی چیز خوشی کا باعث نہیں ہوسکتی اچھا آپا خدا تجھے خوش رکھے اور جنّت الفردوس میں تیرے درجات بلند کرے اور ترقیات غیر متناہیہ عطا فرما کر ہمیشہ اپنے فضلوں کے سایہ تلے رکھے۔ آمین ثم آمین +

(خاکسار ناصرہ طاہرہ بنت مولوی فخر الدین صاحب منشی قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حفظان صحت:

بدن کی صفائی

بدن کی صفائی نہایت ضروری ہے۔ گندے جسم سے تعفن پیدا ہوتا ہے۔ اور انسان کسی دوسرے کے پاس بیٹھنے کے قابل نہیں رہتا۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ روزانہ نہائے۔ اگر روز نہ نہا سکو۔ تو کم از کم جمعہ کے روز صابن کے ساتھ ضرور نہاؤ۔ پھر بدن کو تولیہ کے ساتھ خوب صاف کرو۔ اس سے بدن کے مسام کھلیں گے اور خون دورہ کریگا۔

دانت

دانتوں کو روزانہ صاف کرنا چاہیئے۔ اگر مسواک نہ ملے تو منجن کے ساتھ صاف کرو دانت صاف نہ کئے جائیں تو مُنہ سے بُو آتی ہے۔ اور دانت بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ کھانے کے بعد ضرور کُلّی کرو۔

آنکھیں

آنکھوں کو صبح اُٹھتے ہی سرد پانی سے صاف کرو۔ کیونکہ یہ بینائی کے لئے بہت مفید ہے۔ آنکھوں کے کونے خاص طور پر صاف رکھنے چاہئیں اور انمیں گد وغیرہ کی غلاظت جمع نہیں رہنی چاہیئے۔ آنکھوں کی حفاظت ہر ایک انسان کے لئے ضروری ہے۔

کان

کانوں کو جہانتک اُنگلی جائے گرم پانی اور صابن سے خوب دھونا چاہیئے۔ کان میں پنسل یا ہولڈر سے کھجلانا نہایت بُری بات ہے۔ اس طرح کان کے پردے کو نقصان پہنچتا ہے۔ اگر میل ہو تو دھو کر صاف کرلو۔ ورنہ کسی ڈاکٹر سے صاف کرالو۔ اگر کانوں کی حفاظت نہ کرو گے تو تمہیں شنوائی سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔

لباس

لباس سادہ ہونا چاہیئے۔ لیکن عمدہ اور دیدہ زیب ہو۔ گندے کپڑے پہننا سادگی نہیں۔ بلکہ ایک قسم کی بدتمیزی ہے۔ اگر کپڑے پھٹے ہوئے ہوں۔ تو پیوند لگالو۔ پیوند لگانا اتنا بُرا نہیں۔ جتنا کہ گندے اور پھٹے ہوئے کپڑے پہننا۔ جب دھوبی کے ہاں سے کپڑے آئیں۔ تو ان کو دھوپ میں رکھکر ذرا سکھالو۔ تاکہ جراثیم کا اندفاع ہو سکے۔

(سلیمہ عصمت دینیات درجہ ثالثہ)

کان بہنے کا علاج

سرسوں کا تیل لیکر اسمیں سمندری سیپ پیسکر ڈالدیں اور تیل کو آگ پر چڑھاکر اسقدر جوش دیں کہ سیپ جل جائے۔ اس تیل کے دو ۲ قطرے کان میں ڈالکر اس کان کو اوپر کیطرف کرکے لیٹ جائیں یا کان میں روئی دے لیں آرام آجائیگا۔

(نصیرہ بیگم [illegible])

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خانہ داری

سفری چائے

اس عنوان کے ماتحت صرف وہی ترکیبیں درج ہونے کے لئے آنی چاہئیں جو آزمودہ ہوں۔ اگر عند التجربہ کسی ترکیب کے متعلق یہ اطلاع موصول ہوئی کہ وہ صحیح نہیں۔ تو اس کی ذمہ واری لکھنے والی خواتین پر عائد ہوگی۔ (ایڈیٹر)

دودھ ایک سیر۔ پانی پاؤ بھر۔ چائے ایک چھٹانک۔ سب کو ملا کر جوش دیں۔ یہاں تک کہ چائے کی پتیاں نرم ہو جائیں۔ اس کے بعد چھان کر چائے کی پتیاں دور کر دیں۔ اور دودھ کو ہلکی آنچ پر چڑھا کر برابر ہلاتے رہیں۔ یہاں تک دودھ خشک ہو کر سفوف رہ جائے۔ اس سفوف میں مرضی کے مطابق چینی ڈال کر اور یکجان کر کے ٹکیاں کاٹ لیں۔ بوقت ضرورت ایک گلاس گرم پانی میں دو تولہ سفوف شدہ ٹکیاں ڈال دو۔ نہایت عمدہ چائے تیار ہو جائے گی۔

انڈے کا شربت

بہدانہ شیریں تین ماشہ۔ لیموں کاغذی ایک عدد۔ زردی بیضہ مرغ ایک عدد۔ بہدانہ کو پانی میں بھگو کر لعاب نکال لیں۔ اسکے بعد زردی بیضہ مرغ ڈال کر مخلوط کر لیں۔ اور لیموں کا رس نچوڑ کر شکر اور برف شامل کر کے نوش کریں۔ یہ شربت نہ صرف تازہ خون کی افزائش کرتا ہے۔ بلکہ دل و دماغ کو بیحد تقویت دیتا ہے۔

(مطلوبہ خاتون از میرٹھ چھاؤنی)

کباب

سامان۔ قیمہ آدھ سیر، آلو آدھ سیر، گھی ایک پاؤ۔ پیاز آدھ پاؤ۔ دار چینی، لونگ، الائچی دو دو ماشہ، مرچ سیاہ، مرچ سرخ چار چار ماشہ۔ کشنیز، ادرک، پودینہ، ایک ایک ماشہ۔ سبز مرچ چھ ماشہ نمک حسب ضرورت۔

ترکیب۔ اوّل آلو اُبال کر علیحدہ رکھ دیجئے۔ پھر قیمہ کو آدھا مصالحہ دیکر پکا لیجئے۔ جب گل جائے۔ تو تھوڑا سا گھی ڈال کر اس کو برتن میں نکال کر ٹھنڈا ہونے دیجئے۔ بعد ازاں اُبلے ہوئے آلوؤں کو چھیل کر پتھر پر پیس ڈالئے اور باقی ماندہ مصالحہ اس میں ملا لیجئے۔ پھر آلو کی ٹکیہ قیمہ بھر کر بنائیے۔ اور فرائی پان میں گھی ڈال کر ہلکی آنچ پر دونوں طرف سے سرخ کر لیجئے۔ بہت لذیذ ہوں گے۔

ناریل کی برفی

ناریل (کچا) چار عدد۔ شکر تین پاؤ۔

پہلے ناریل کو باریک کتر لیں۔ اس کے بعد شکر ملا کر صاف برتن میں ڈال لیں۔ اور اندازہ کی آنچ پر چڑھا دیں۔ کچھ دیر بعد یہ رقیق ہو جائے گا۔ چمچہ برابر چلاتے جائیں۔ یہاں تک کہ پانی خشک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو کر حلوے کی صورت ہو جائے۔ اب کیوڑہ اور خوشبو ڈال کر اتار لیں۔ اگر رنگین بنانی ہو۔ تو زعفران ڈال لیں۔ بعد ازاں سینی میں پھیلا کر کاٹ لیں +

دُودھ کی مٹھائی

سامان۔ چاول عمدہ آدھ پاؤ۔ گھی نصف سیر۔
کیوڑہ دو تولہ۔ دودھ تین سیر +

ترکیب۔ پہلے الگ شکر کا قوام تیار کر لو۔ پھر دُودھ کو خوب جوش دے لو۔ اور چاول بھی اچھی طرح دھو کر دُودھ میں ڈال دو۔ جب چاول میں ایک کنی رہے تو اُتار کر خوب باریک پیس لیں۔ اس کے بعد اسے تھوڑا سا پھینٹ لیں۔ بعد ازاں اس کی گولیاں مناسب وزن کی بنا کر گھی میں تل لیں۔ اور ان گولیوں کو قوام میں چھوڑ دیں۔ اور خوشبو ڈال کر استعمال میں لائیں +

(سلیمہ درجہ ثالثہ)

گلاب جامن

کھویا سیر بھر۔ سنگھاڑے کا آٹا پاؤ بھر۔ کھانڈ تین سیر۔ پہلے دو تار کی چاشنی پکا کر الگ رکھو۔ پھر کھوئے میں سنگھاڑے کا آٹا ملا کر اتنی دیر تک ملو کہ دونوں چیزیں اچھی طرح مل جائیں۔ اس کے بعد کڑکڑاتے گھی میں گلاب جامن بنا کر تل کر چاشنی میں ڈالتی جاؤ۔ جب چاشنی ان میں جذب ہو جائے۔ تو نکال کر پلیٹ میں رکھ دو۔ اور ورق لگا کر نوش کرو +

سنگترے کے چھلکے کا مُربّا

پکے ہوئے سنگتروں کے چھلکے سیر بھر لے کر ان کے ریشے اُتار دو۔ اور پھر باریک لچھے کاٹ لو۔ ایک یا دو مرتبہ پانی میں جوش دو۔ تاکہ کڑواہٹ دُور ہو جائے۔ اس کے بعد دو سیر کھانڈ کی چاشنی پکاؤ۔ جب ٹھنڈی ہو جائے۔ تو لچھے اس میں ڈال دو۔ پستہ اور باداموں کے چھلکے اُتار کر اندازے کے مطابق ملا دو۔ مربّا بہت ہی لذیذ ہو گا +

(امۃ الرشید درجہ ثالثہ)

معلوماتِ عامہ

اطالیہ میں بم بنانے کا ایک عظیم الشان کارخانہ تیار کیا جا رہا ہے۔ اس کارخانے میں ہر روز دو ہزار بم تیار ہو سکیں گے +

حال میں ڈیوک آف کنٹ آسٹریلیا کے گورنر مقرر ہوئے ہیں۔ یہ شاہ انگلستان کے سب سے چھوٹے بھائی ہیں +

۱۹ جون ۱۹۳۹ء کو مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کی برسی منائی گئی مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب ۱۷۸۰ء میں بمقام گوجرانوالہ (پنجاب) پیدا ہوئے۔ اور اپنے باپ مہان سنگھ کے انتقال کے بعد ۱۷۹۲ء میں گدی پر بیٹھے۔ کوہ نور ہیرا انہوں نے ہی شاہ شجاع سے لیا۔ جو کہ اب انگریزوں کے قبضہ میں ہے +

۱۹۳۸ء میں انگلستان کی عورتوں نے ۱۰ ہزار پونڈ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرخی، غازہ اور لونڈر استعمال کیا +

ایک امریکن تاجر نے ایک ایسی بلڈنگ تیار کی ہے۔ جس کی دو سو منزلیں ہیں +

دنیا میں سب سے زیادہ پیاز کا استعمال ہندوستان میں کیا جاتا ہے +

سب سے زیادہ چاندی میکسیکو میں پائی جاتی ہے +

لنڈن میں ایک شخص شیشے کے ٹکڑے، بلیڈ، سائیکلوں کے پُرزے اور بلب وغیرہ نگل جاتا ہے۔ مگر اُسے کوئی نقصان نہیں ہوتا +

ایک گاؤں میں کچھ گیس کے نقاب تقسیم کئے گئے۔ دُوسرے دن ایک سرکاری عہدہ دار یہ دیکھنے آیا۔ کہ ان لوگوں کو اس کا صحیح استعمال آتا ہے یا نہیں۔ ایک جگہ پہنچا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایک عورت نقاب پہنے پیاز کتر رہی ہے +

ہمیشہ سرسبز رہنے والے درخت سائبیریا میں پائے جاتے ہیں +

زمانہ حال میں ہندوستان میں چار ستیاگرہ کی تحریکیں جاری ہیں۔ حیدر آباد میں آریوں کا ستیہ گرہ۔ دہلی میں سناتن دھرمیوں کا ستیہ گرہ لاہور میں کسانوں کا ستیہ گرہ۔ اور لکھنؤ میں شیعوں کی سول نافرمانی +

مس میری ڈیوی برطانیہ کی معمر ترین عورت ہے اسکی عمر اسوقت ۱۱۷ سال ہے۔ ملکہ وکٹوریہ کی تخت نشینی اور جنگ کریمیا کے واقعات اسے اچھی طرح یاد ہیں اس نے اپنی زندگی کے ۸۰ سال لنڈن میں گذارے ہیں۔ اور اب ایک ساحلی شہر میں اپنی زندگی کے باقی ایام بسر کر رہی ہے + (محمودہ ثروت)

ایک مفید تجویز

محترمہ احمدی بیگم صاحبہ کیطرف سے دستکاری کے نمونوں کے متعلق ایک مفید تجویز موصول ہوئی ہے۔ جو درج ذیل کی جاتی ہے۔ ذاتی طور پر میں خود بھی اس کمی کو محسوس کرتا ہوں اور میرا ایک عرصہ سے خیال ہے کہ جماعت احمدیہ کی خواتین نے اسکی اہمیت کو نہیں سمجھا اگر بہنیں اس طرف توجہ کریں تو ایک دو ورق دستکاری کے نمونوں کے لئے وقف کئے جا سکتے ہیں (ایڈیٹر)

موجودہ وقت میں دستکاری کا شوق ہر طبقہ کی خواتین میں پایا جاتا ہے۔ اور اس شوق کو پورا کرنے کے لئے دستکاری کی مختلف ناموں سے کئی کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ مگر پھر بھی اس کام کی شوقین خواتین ہر وقت دستکاری کے اچھے سے اچھے نمونوں کی متلاشی رہتی ہیں اور اسی لئے اکثر خواتین یہ سوال کرتی ہیں کہ کسی ایسے زنانہ رسالہ کا پتہ بتایئے جسمیں علاوہ علمی، ادبی، اصلاحی اور معاشرتی مضامین کے دستکاری کے بھی نئے نئے نمونے شائع ہوتے ہوں۔ اگرچہ ایسے رسالوں کی کمی نہیں۔ مگر میں اس بات کو مدنظر رکھتی ہوئی مصباحی بہنوں کی خدمت میں یہ عرض کرتی ہوں کہ ہمارے رسالہ مصباح میں بھی گو دستکاری کے نمونے شائع ہوتے ہیں مگر وہ ابھی تک مختلف پھولوں تک محدود ہیں پس مصباح میں دستکاری کے نمونے بھیجنے والی خواتین علاوہ پھولوں کے نقشوں کے ہر طرح کی دستکاری کے نمونے مثلاً فٹنگ کا کام۔ کراس اسٹیچ۔ بچوں کے لباس کے مختلف نمونے زنانہ مردانہ لباس کے نمونے بھیجیں۔ مندرجہ بالا دستکاری کے علاوہ اور بھی جو کام کسی کو آتا ہو مصباح میں شائع کرنے کے لئے بھیجیں تاکہ اس طرح دستکاری کی شوقین مستورات کو اسکی خریداری کی طرف توجہ ہو۔ اور مصباح میں بلحاظ زنانہ رسالہ ہونے کے جو کمی پائی جاتی ہے وہ پوری ہو جائے + مجھے امید ہے کہ آئندہ بہنیں اس طرف ضرور توجہ کریں گی +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بزمِ مصباح

(۱)

ا۔ مصطفٰے کمال اتاترک کی سوانحعمری مینجر صاحب نیرنگِ خیال بیڈن روڈ لاہور سے طلب کی جاسکتی ہے ٭ (محمودہ ثروت)

ب۔ کمال اتاترک کی ایک سوانحعمری مینجر رسالہ محشرِ خیال جامع مسجد دہلی سے مل سکتی ہے۔ قیمت دو روپے ہے ٭ (امتہ الرحمٰن رقیہ بیگم قادیان)

ج مصطفٰے کمال کی سوانحعمری اگر مصباح کے سائز پر چاہیئے۔ تو بنام "سوانح عمری غازی اعظم" دفتر خاتون مشرق اردو بازار دہلی سے طلب فرمائیں قیمت ۱۲؍ علاوہ محصول ڈاک ہے ٭ (ش، الف سیالکوٹی)

(۲)

پھلوں کے داغوں کو دُور کرنے کیلئے سہاگہ بہت مفید ہے۔ اُبلتے ہوئے پانی میں سہاگہ ڈالدیا جائے۔ اور پھر تھوڑی کے بعد اس پانی سے میز پوش وغیرہ کو دھویا جائے۔ تو داغ اُتر جاتے ہیں ٭

(سارہ بیگم درجہ ثانیہ)

(۳)

مجھے فوٹوگرافی سیکھنے کا بہت شوق ہے۔ اگر کسی مصباحی بہن کو ایسی کتاب کا علم ہو جس میں فوٹوگرافی کے متعلق مفصل ہدایات درج ہوں۔ تو مطلع فرمائیں۔ کتاب اُردو میں ہو ٭ (ایک خریدار)

(۴)

مجھے ٹی۔ کوزی کے لئے ایک خوبصورت پھول کی ضرورت ہے۔ کوئی مصباحی بہن توجہ فرمائیں ٭

(طیبہ صدیقہ)

(۵)

میرے ایک عزیز کو دائمی زکام کی شکایت ہے۔ کسی مجرّب نسخہ سے مطلع کیا جائے ٭

(امتہ الرشید بنت مرزا محمد شفیع صاحب)

(۶)

جن کی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑجاتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ لیموں کے سُوکھے ہوئے قشر پیس کر کچے دودھ میں ملائیں اور رات کو آنکھوں کے گرد لیپ کر دیں۔ صبح پانی سے آہستہ آہستہ اُتار دیں۔ انشاء اللہ ایک ہفتہ میں سیاہ حلقے دُور ہو جائیں گے ٭ (صالحہ خاتون)

(۷)

آنکھوں کے اردگرد دہی کا لیپ کر کے سو جائیں صبح کے وقت ٹھنڈے پانی سے دھو ڈالیں۔ اس سے بھی آنکھوں کے سیاہ حلقے دُور ہو جاتے ہیں ٭

(سکینہ بیگم)

(۸)

چہرہ کے کیل اور بدنما داغ مٹانے کے لئے تھوڑا سا سہاگہ روغن چنبیلی میں حل کر کے لگانا مفید ہے ٭ (امتہ الرحمٰن رقیہ بیگم)

(۹)

ا۔ مجھے دوسوتی کی چادر کے لئے ایک نہایت خوبصورت لیکن کشادہ اور بڑی بیل درکار ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصباحی بہنیں کراس اسٹیچ کی خوبصورت بیل مجھے ارسال کر کے ممنون فرمائیں :۔

ب۔ اگر کسی بہن کو "بال چڑ" کا مجرب نسخہ معلوم ہو تو بتائیں۔ از حد ضرورت ہے۔ نسخہ آزمودہ ہو :۔ (ش۔ الف۔ سیالکوٹی)

(۱۰)

کیا کوئی بہن صاحبہ اس امر سے آگاہ فرمائیں گی کہ ناخنوں پر لگانیوالا سُرخ روغن اور لپ سٹک دونوں چیزیں کیسے تیار کیجاتی ہیں :۔ (ایک ضرورتمند)

(۱۱)

اگر کسی بہن کو یہ معلوم ہو کہ اعلیٰ قسم کا انگریزی صابن کیسے تیار کیا جاتا ہے تو بذریعہ مصباح آگاہ فرمائیں + (سکینہ بیگم)

(۱۲)

سیدہ امتہ السلام صاحبہ سکرٹری انصار اللہ مستورات سیالکوٹ شہر کو واضح ہو کہ اُنکی رپورٹ مصباح میں پڑھکر بہت خوشی ہوئی۔ مگر جہاں آپ یہ خدمتِ دین بجالا رہی ہیں۔ وہاں آپ مصباح کی توسیع اشاعت کی طرف بھی توجہ کر کے ممنون فرمائیں +

(امتہ السلام سکرٹری اشاعت مصباح سوسائٹی قادیان)

(۱۳)

ش، الف صاحبہ نے کشیدہ کاری کی مشین کے متعلق دریافت کیا تھا۔ انکے جواب میں عرض ہے کہ اس مشین کی کرٹہت تو وہی ہے جو آپنے اپنے استفسار میں بیان کی ہے۔ البتہ آپکی سہولت کیلئے چند ایک باتیں اس مشین کے متعلق تحریر کر دیتی ہوں۔

اوّل یہ کہ اس مشین سے موٹے کپڑے پر کام کیا جائے تو زیادہ خوبصورت اور پائیدار ہوتا ہے۔ موٹے کپڑے سے مُراد مخمل، ساٹن، کریب اور لٹھہ وغیرہ ہے +

دُوسرا یہ کہ اس مشین سے جس کپڑے پر پھول بنانا مطلوب ہو۔ اسکی اُلٹی طرف پھُول کو ٹریس کریں اور کپڑے کو فریم سے اچھّی طرح کس کر لگائیں۔ پھر مشین میں ڈی ایم سی کا تاگہ ڈالکر فریم (جسمیں کپڑا لگایا گیا ہے) کو دونوں گھٹنوں پر اس طریق سے رکھیں کہ مشین چلاتے وقت سُوئی نہ چبھے۔ پھر جو پتّی بنانی ہو۔ اسپر مشین کو چلائیں اور اس طرح ساری پتّی کو پُر کر دیں پھر دُوسری شروع کریں +

تیسرا یہ کہ اس کا ٹانکا ضرورت کے مطابق چھوٹا بڑا کیا جا سکتا ہے جسکے لئے اسکے ہینڈل کے پاس کچھ دندانے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور انکے اُوپر ایک لوہے کی پتری سی لگی ہُوئی ہوتی ہے۔ اس پتری کو اگر اُوپر کے دندانوں پر لیجائیں تو ٹانکہ لمبا نکلیگا۔ اور اگر نچلے دندانوں پر کر دیں تو ٹانکا چھوٹا ہو جائیگا۔ یہ ضرورت کے مطابق کیا جا سکتا ہے۔ جس طرف ڈھیلے ڈھیلے تلکے آئینگے وہ اسکی سیدھی طرف ہوگی۔ اگر کسی بہن کو اب بھی کوئی بات سمجھ میں نہ آئے۔ تو وہ دوبارہ مجھ سے اس پتہ سے دریافت کر سکتی ہیں۔

(احمدی بیگم محلہ دار البرکات قادیان)

(۱۴)

کیا بہنیں اس امر سے آگاہ فرما سکتی ہیں۔ کہ سہیلی کا مفہوم کیا ہے۔ سہیلی بنائی کیوں جاتی ہے۔ اور کیا موجودہ زمانہ میں کوئی حقیقی سہیلی مل سکتی ہے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیز سہیلی مل جانے کے بعد اس سے کس قسم کی اُمید ہوتی ہے؟ (ا - م)

(۱۵)

ا۔ آک کے پتوں کا آچار اس طرح ڈالا جاتا ہے کہ آک کے ملائم اور چھوٹے پتے لاکر پانی میں جوش دیں۔ جوش دینے کے بعد خوب نچوڑیں یہانتک کہ زہر کا تمام اثر دُور ہو جائے۔ تب کسی برتن میں ڈال کر پتوں کا بیسواں حصہ رائی ڈالیں۔ کالا نمک سیاہ مرچ اور ہلدی بقدر ذائقہ۔ برتن کا مُنہ بند کرکے تین روز تک پڑا رہنے دیں۔ بعد ازاں تیل ڈال کر ایک ہفتہ اور پڑا رہنے دیں۔ تب استعمال کریں۔ اس کا بتدریج کھانا بلغم بادی اور رطوبت معدہ کو دُور کرتا ہے؛

ب۔ "چمنستان خیاطی" کے علاوہ اُس کا دُوسرا حصہ "گلستان خیاطی" کے نام سے دفتر عصمت دہلی سے شائع ہوا ہے۔ ہر ایک کتاب کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔ سلائی اور کٹائی کے موضوع پر اُردو زبان میں یہ بہترین کتابیں ہیں؛

(مسز ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب اخوند دہر کی سندھ)

بادام کا مُربّہ

مغز بادام مقشر آدھ سیر لیکر سیر بھر پانی میں بھگو دیں۔ اور تین روز تک بھیگا رہنے دیں۔ اسکے بعد تازہ پانی ڈال کر کچھ دیر باداموں کو آگ پر پکاؤ۔ پھر سیر بھر عمدہ شہد کے قوام میں ڈال دو؛ (امۃ الرشید شوکت)

آہ بہن شادمانی

گذشتہ دنوں جناب حکیم عبدالصمد صاحب متوطن انچولی ضلع میرٹھ کی اہلیہ صاحبہ ایک عرصہ بیمار رہنے کے بعد قادیان میں انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چونکہ مرحومہ جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری واعظ مقامی کی اہلیہ صاحبہ سے اچھے تعلقات رکھتی تھیں۔ اس لئے اس صدمہ میں انہوں نے ایک مختصر سا مضمون لکھ کر بھجوایا ہے۔ جو درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

۳ جون ۱۹۳۹ء چار بجے کے قریب میرے کانوں میں تیری بے وقت اور افسوسناک وفات کی خبر پڑی۔ سُنتے ہی دل زور سے دھڑکنے لگا۔ اور دن کی روشنی آنکھوں میں تاریک ہونے لگی۔ سخت بخار تھا۔ اُٹھکر چلنے کی ہمت نہ تھی۔ مگر تیری چاند سی صورت دیکھنے کیلئے بیچین تھی جو چند منٹوں میں سپرد خاک ہونے والی تھی۔ دو گھنٹہ تک چارپائی پر مچھلی کی طرح تڑپا کی۔ آخر ایک بہن کو اللہ تعالیٰ نے میرے پاس بھیجدیا۔ اُس کے سہارے تجھے دیکھنے گئی۔ اُس وقت تجھے غسل دیا جا رہا تھا۔ میں جاکر بیٹھ گئی۔ جب تجھے چارپائی پر لٹایا گیا۔ تو میں نے تیرے پاس جاکر السلام علیکم کہا۔ مگر تُو بالکل خاموش تھی تُو نے سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ اُس وقت تیری صورت چاند کی طرح چمک رہی تھی۔ گویا جنت کی حُور معلوم ہوتی تھی۔ دل چاہتا تھا کہ تجھے لپیٹ کر خوب روؤں۔ مگر تیری

بے رخی کو دیکھ کر پیچھے ہٹ گئی۔ تُو اب عارضی اور فانی گھر کو اور تکالیف اور دُکھوں کی جگہ کو چھوڑ چکی تھی اب تجھے دائمی اور حقیقی گھر میں جانے کی جلدی پڑی ہُوئی تھی۔ جہاں اپنے حقیقی مولیٰ کے پاس جنّتُ الفردوس میں راحت و آرام سے زندگی بسر کرنی تھی بھلا تُو اب ہم سے کب بولنے لگی۔ سچ مچ چند منٹ کے بعد تیرے لختِ جگر تجھے اُٹھا کر مقبرہ بہشتی میں لے گئے۔ آہ پیاری ہمشیرہ! اس وقت کا المناک نظارہ دیکھا نہ جاتا تھا۔ ہم سب تیری وفات کے صدمہ میں تڑپ رہے تھے۔ اور تیرے بچّوں کی چیخ و پکار سے دِل پھٹا جاتا تھا۔ بچّے اُمّی جان، اُمّی جان کہہ کر پکار رہے تھے۔ مگر تُو چُپ چاپ بغیر جواب دیئے جلدی سے نکل گئی۔ ہائے افسوس تجھے اتنی جلدی جانے کی کیا پڑی تھی۔ تجھے اپنے بچّوں پر بھی رحم نہ آیا۔ اب وہ اُمّی جان کس کو کہینگے اور اُن کے سر پر مادرِ مہربان کی طرح کون ہاتھ رکھیگا۔ مَیں تجھے الوداع کہہ کر اُسی بہن کے سہارے گھر پہنچی۔ شام ہو چکی تھی۔ رات آئی۔ مگر نیند کس کو۔ آہ تیری فرقت اور جُدائی۔ بستر کانٹے ہو گیا اور آنکھیں پتھرا گئیں۔ تمام رات تڑپتے گذر گئی۔ کبھی تیری پیاری اور محبت بھری باتیں یاد آتیں جو گھنٹوں بیٹھ کر کیا کرتی تھی۔ اور کبھی تیرا حُسنِ سلوک یاد آتا۔ تیری یاد مجھے ہمیشہ ستائیگی۔ اور تیری خوش خلقی مجھے کبھی نہ بھُولے گی۔ کیا خبر تھی کہ اتنی جلدی تُو ہمیں ہمیشہ کے لئے داغِ جُدائی دیجائیگی۔

ہائے آپا! تُو نے بڑی بے وفائی کی۔ تم تو کہا کرتی تھیں کہ مَیں اچھّی ہو کر تمہارے گھر آؤں گی۔ مَیں تو اُس گھڑی کا بے چینی سے انتظار کر رہی تھی۔ ہائے افسوس تُو اتنی جلدی کہاں جا کر چھُپ گئی۔ تیری تو ابھی بڑی ضرورت تھی۔ جن بیٹوں کا تُو نام لے کر جیتی تھی۔ اُن کی تجھے کوئی خوشی دیکھنی نصیب نہ ہُوئی۔ تیری تمام آرزوئیں دل ہی دل میں رہ گئیں۔ افسوس تُو نے اپنی زندگی میں ایک بیٹی بیاہی۔ مگر اس کی خوشی دیکھنی بھی نصیب نہ ہُوئی۔ بلکہ وہی صدمہ تیری بیماری کا باعث ہو گیا۔ اس صدمہ سے تُو بسترِ علالت پر ایسی پڑی کہ پھر جان بر نہ ہو سکی۔ تیری صحت کے لئے بہت سی دُعائیں کی گئیں۔ اور علاج میں بھی کوئی کمی نہ رہی۔ مگر آہ! ؎ مرض بڑھتا گیا جُوں جُوں دَوا کی

بہن شادمانی! تیرا جیسا نام ویسا ہی کام تھا۔ تیری فطرت میں نیکی اور دینداری اور اخلاص اور تحمل اور شکر گذاری کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہُوا تھا۔ تیری ملنساری ہمیشہ ستاتی اور تڑپاتی رہے گی۔ تیرے بعد سب کام ہوں گے۔ مگر آہ اک تُو نہ ہوگی۔

؎ رنگِ محفل نہ رہا عیش کا ساماں نہ رہا
اک نہ ہونے سے ترے کچھ بھی مری جاں نہ رہا

پیاری بہن! اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہو۔ تجھے جنّتُ الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ تیرے درجات بلند کرے۔ تیری اولاد کا خود متکفل ہو۔ اور ان سب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے + مجھے اس صدمہ میں اپنے برادر مکرم حکیم صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو صبر اور اپنی ذمہ واریوں سے عمدگی کے ساتھ عہدہ برآ ہونے کی توفیق بخشے + (خاکسار والدہ مبارک احمد بقاپوری قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصباح کے "وی پی" واپس کرنیوالے

نہایت رنج اور افسوس کا مقام ہے کہ باوجود اطلاع دینے کے جب وی پی کئے گئے۔ تو کئی خریدار اصحاب نے وی پی واپس کر کے دفتر کو مالی لحاظ سے سخت نقصان پہنچایا۔ چنانچہ ذیل میں ان خریداران کے اسماء گرامی درج کئے جاتے ہیں جنہوں نے وی پی واپس کئے۔ اگر آئندہ کے لئے کوئی خریدار نہیں رہنا چاہتا۔ تو وہ اپنا حساب بے باق کر کے مصباح کے خریداران کے رجسٹر سے اپنا نام کٹوا سکتا ہے۔ مگر یہ سخت معیوب بات ہے۔ کہ پرچہ تو سال بھر وصول کیا جائے۔ مگر جب گذشتہ چندے کے لئے وی پی کیا جائے۔ تو اسے واپس کر دیا جائے۔ پس اخلاقاً ان تمام خریداران کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنا اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر دفتر کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ اور آئندہ کے لئے یہ امر بتا دیں کہ وہ خریدار رہنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ اگر اس ماہ کے اندر ان کی طرف سے چندہ وصول نہ ہوا۔ تو مجبوراً ان کے نام پرچہ بند کر دیا جائے گا +

(مینیجر)

۲۷ اہلیہ صاحبہ پیر بہاول شاہ صاحب چوک جیٹرہ کٹڑہ خزانہ امرتسر۔

۱۱۴ محترمہ محمدی بیگم صاحبہ ہیڈ معلمہ محلہ صوفیاں۔ لدھیانہ شہر۔

۱۳۰ محمد اقبال صاحب معرفت دی آر می سروس۔ سیالکوٹ۔

۸۰ اہلیہ صاحبہ محمد بشیر الدین صاحب اوورسیر ایگریکلچرل۔ موتی پور ضلع مظفر پور۔

۱۴۱ سید فضل الرحمٰن صاحب ٹیچر۔ ہائی سکول خوردا ضلع پوری اڑیسہ۔

۱۵۲ مسٹر اے حمید صاحب سب ڈویژنل آفیسر، P.W.D کٹڑہ مہان سنگھ امرتسر۔

۱۶۵ بیگم صاحبہ ملک محمد اشرف خاں صاحب معرفت منشی محمد عمر خاں صاحب اہلمد ڈپٹی کمشنر۔ صدر بازار گورداسپور

۱۴۷ اے۔ ایف صاحبہ معرفت سید میاں محمد سلیم صاحب پیشکار اجلاس سپیشل مجسٹریٹ حسن پور ضلع مراد آباد

۷۹ جناب نذیر محمد خان صاحب معرفت فیض محمد خان صاحب گورنمنٹ پنشنر۔ چوک قادیشاہ جالندھر شہر۔

۱۵۱ جناب مسٹر آئی آر عابد احمدی۔ حاجی پور ڈاک خانہ بھگواڑہ۔ ضلع جالندھر۔

۱۵۰ جناب سید وجاہت حسین شاہ صاحب ڈرافسمین۔ روہڑی ڈویژن۔ سکھر سندھ۔

۱۳۹ گلوب نیشنل ٹیبزی لورچیت پور۔ کلکتہ۔

۱۵۳ سکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ۔ معرفت شیخ محمد یوسف صاحب سوداگر چرم۔ لائلپور۔

۱۱۰ سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری اعظم علی صاحب ایڈیشنل سب جج۔ زیرہ ضلع فیروزپور۔

۱۲۴ اہلیہ صاحبہ ڈپٹی عبدالرحمٰن صاحب متصل دروازہ چٹی ہٹیاں۔ بھیرہ ضلع شاہپور +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رپورٹ مجلس خادمات الاحمدیہ دہلی

یُوں تو مجلس خدام الاحمدیہ کے مترادف لجنہ اماء اللہ پہلے سے ہی قائم ہے لیکن دین کیطرف زیادہ رغبت دلانے کیلئے مجلس خادمات الاحمدیہ ماہ جولائی ۱۹۳۸ء میں قائم کی گئی - ماہ اکتوبر میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب دہلی تشریف لائے۔ تو مبارکہ صدیقہ صاحبہ نے حضور سے درخواستِ دُعا کی۔ الحمد للہ حضور کی دُعاؤں کے اثر سے ہمارے باقاعدہ ہفتہ وار اجلاس بر مکان شیخ غلام حسین صاحب احمدی ہوتے رہے۔ بوجہ مرکز میں واقع ہونے کے سب نے یہی مکان جلسوں کیلئے تجویز کیا +

اس مجلس نے اب نمایاں ترقی کرلی ہے۔ صدر مجلس جناب بیگم صاحبہ ڈاکٹر ایس اے لطیف صاحب کو منتخب کیا گیا آپ درس قرآن کریم و کشتی نوح دیتی ہیں۔ اور سکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ ترجمۂ قرآن کریم پڑھاتی ہیں۔ لڑکیوں نے کافی مہارت پیدا کرلی ہے۔ بعض مضامین لکھ کر لاتی ہیں اور بعض لیکچر بھی دیتی ہیں۔ بچوں کی تربیت کے لئے ماؤں کو بیدار کیا جارہا ہے۔ اب چھوٹی بچیاں بھی مضامین سُنانے لگی ہیں +

ہمارے جلسوں میں غیر احمدی، ہندو وغیرہ مستورات بھی شریک ہوتی رہتی ہیں۔ کچھ عرصہ سے ہر ماہ تبلیغی جلسہ بھی منعقد کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں انفرادی طور پر بھی تبلیغ کیجاتی ہے۔ ایک اجتماع میں ایک صد سے زائد ٹریکٹ اور کتابیں تقسیم کی گئیں۔ یوم التبلیغ بھی منایا گیا۔ ایک ہندو لڑکی کو ہندی میں "اسلامی اصول کی فلاسفی" دی گئی جسکو اُس نے پڑھا اور اسلام سے واقفیت پیدا کی +

جلسہ سالانہ ۱۹۳۸ء کیلئے ممبرات نے چند اشیاء نمایش کیلئے تیار کی تھیں۔ خدا کے فضل سے اُنمیں سے کچھ چیزیں ابتک فروخت ہو چکی ہیں۔ انشاء اللہ آیندہ جلسہ سالانہ کے لئے بھی کچھ اشیاء تیار کی جائیں گی +

آخر میں سیدی و مولائی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے خصوصاً اور ناظرات مصباح سے عموماً درخواست ہے کہ وہ اپنی دُعاؤں میں دہلی کی خادمات کو بھی یاد رکھیں +

خاکسار گلزار بیگم فاطمہ ۲۹ بیرڈ روڈ نئی دہلی + (خادمات الاحمدیہ کی بجائے ناصرات الاحمدیہ نام رکھلیں یہ زیادہ موزون ہے۔ ایڈیٹر)

بیوٹرین

کے استعمال سے

چھائیوں کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا

کیل و مہاسوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے

جھریوں و بدنما داغوں کو دور کرکے چہرے کو خوبصورت بناتی ہے

پھوڑے پھنسی کیلئے مجرب ہے

قدرتی پیداوار و خوشبودار پھولوں سے تیار کی جاتی ہے

سہیلیوں اور دوستوں کو پیش کرنیکا بہترین تحفہ ہے

قیمت پندرہ آنے

کیمیکل مینوفیکچرنگ کمپنی جالندھر سٹی

سول ایجنسی برائے قادیان میسرز سلطان برادرز احمدی جنرل مرچنٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلمہ ستارہ کا کام

جمپر کی خوشنما بیل

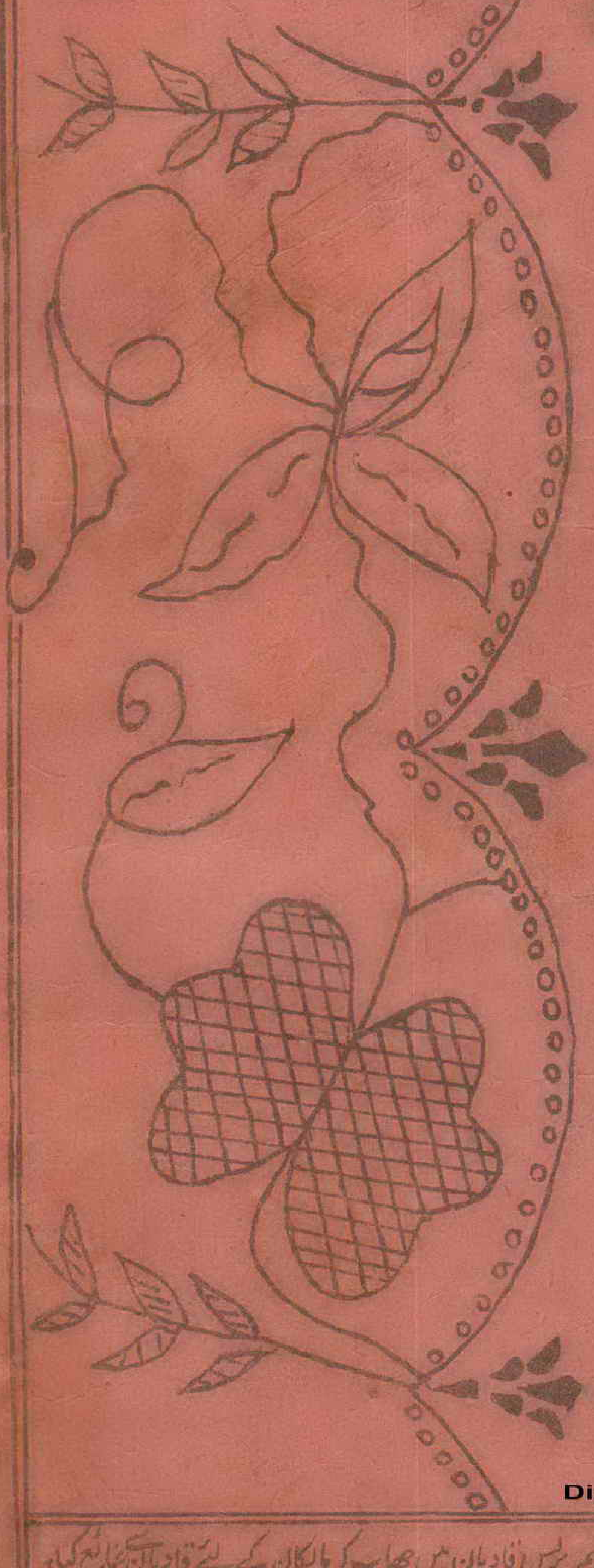

اشیاء: سلمہ سُنہری۔ سلمہ روپہلی، شنائل، ستارے سُنہری، لچھی نمبر ۲۵ *

سُنہری سلمہ سے ڈنڈیاں اور بڑی پتیاں بنائیے۔ پتیوں کے درمیان چھ پتی والی ڈالی روپہلی سلمہ سے بنائیے۔ ٹاٹی سُنہری سلمہ سے۔ ٹاٹی کے درمیان کی جالی کسی حسب پسند رنگ سے بنائیے۔ جالی کے درمیان میں جہاں ایسے (٥) نشانات ہیں سُنہری سلمہ لگائیے۔ پتیاں شنائل سے بنائیے۔ اور ان کے بیچ میں سلمہ لگائیے۔ کنگوروں پر ستارے ٹانکیے *

یہ دلفریب بیل جمپر و فراک کے دامن کے لئے نہایت موزوں ہے۔ بشرطیکہ بناتے وقت صفائی اور نفاست سے کام لیا جائے *

نوٹ: شنائل اور لچھی کا رنگ اس لئے نہیں لکھا کہ یہ کپڑے کی رنگت پر منحصر ہے *

(امۃ الحفیظ سیکنڈ ایڈیٹر)

قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔